بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِن تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً

مجلس مرکزیہ انصار اللہ کا ماہ نامہ

الفرقان

جلد ۳ | ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ و محرم الحرام ۱۳۷۳ھ مطابق اگست و ستمبر ۱۹۵۳ء | عدد ۸-۹

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

سالانہ چندہ:- پانچ روپے صرف

فی پرچہ:- آٹھ آنے

احمد نگر - ربوہ

ضلع جھنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین ضروری اعلان

کاغذ دینے والے

حکومت پاکستان نے محکمہ کنٹرولر نیوزپرنٹ کراچی اخبارات و رسالہ جات کی سہولت کیلئے قائم فرمایا ہے۔ خدا انہیں توفیق دے کہ عمدہ تقسیم سے حکومت کے استحکام کے ساتھ ساتھ عوام کی دُعائیں بھی لے سکیں۔ آمین!

—— طابع و ناشر

الفرقان کا قرآن نمبر

قارئین مطلع رہیں کہ رسالہ الفرقان کا "قرآن نمبر" اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری آب و تاب سے اور جامع مضامین کے ساتھ ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ آپ اگر ابھی تک اپنا مضمون نہیں بھیج سکے تو اب بھیجدیں! جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

—— ایڈیٹر

ڈاکخانہ ربوہ

رسالہ الفرقان اسی ڈاکخانہ کے ذریعہ سے روانہ ہوتا ہے اس ڈاکخانہ میں کام بہت زیادہ ہے عملہ مقابلۃً بہت کم ہے۔ ڈاکیہ کا حلقہ اتنا وسیع ہے کہ بعض دفعہ تیسرے دن چٹھی ملتی ہے جس سے عوام کا بہت حرج ہوتا ہے افسران توجہ فرمائیں!

—— مینجر

فہرست مضامین

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری نے [illegible] پرنٹنگ [illegible] سے طبع کرا کر دفتر الفرقان احمد نگر (ربوہ) سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفرقان

جلد ۳ - نمبر ۷-۸ | ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ و محرم الحرام ۱۳۷۳ھ | ماہ اگست و ستمبر ۱۹۵۳ء

شذرات

عبوری آئین

پاکستان کے دستور کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ یوں تو یہ طے شدہ بات ہے کہ پاکستان کا دستور اسلامی دستور ہوگا، اس کی بنیاد قرآن مجید اور سُنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی مجلسِ دستور ساز نے قرار دادِ مقاصد کے ذریعہ اسکی پوری پوری وضاحت کر دی ہے مگر ابھی تک پاکستان کا تفصیلی دستور مرتب نہیں ہوا۔ اب وزیر اعظم پاکستان جناب مسٹر محمد علی صاحب نے تجویز پیش کی ہے کہ جن امور پر اہلِ ملک کا کامل اتفاق ہے اور اُن کے اسلامی آئین کا جزو ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ان امور پر مشتمل ایک عبوری آئین فوری طور پر منظور کر لیا جائے اور مجلس دستور ساز اسے باقاعدہ طور پر پاس کر دے۔ اختلافی امور کا بعد میں تصفیہ ہوتا رہے گا اور انہیں بھی جلد طے کرنیکی کوشش کی جائیگی۔

اس تجویز سے ظاہر ہے کہ دستور کی ترتیب و تدوین میں اہلِ ملک کے اختلافات ہی حائل ہیں۔ اسلئے فی الحال عبوری آئین کی منظوری ہو جانی چاہیئے کیونکہ سرے سے ملک کا دستور ہی نہ ہونا اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے جتنا کہ متفق علیہ جزوی آئین کے عبوری آئین قرار دینے سے نقصان کا احتمال سمجھا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ اس بے ضرر بلکہ سراسر مفید تجویز پر بھی حزبِ اختلاف کے بعض ارکان جز بز ہو رہے ہیں، ان کی طرف سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ آئینِ پاکستان جُمْلَةً وَّاحِدَةً پیش ہونا چاہیئے ورنہ پیش نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں لاہور کے اخبار نوائے وقت نے یہاں تک شائع کر دیا ہے کہ حکومت پاکستان اس طرح چالاکی کر رہی ہے تاکہ اہلِ ملک کو پتہ نہ لگ سکے کہ کونسا آئین اسلامی ہے اور کونسا غیر اسلامی۔ ہمارے نزدیک یہ تو درست ہے کہ اگر پاکستان کا دستور ایک ہی مرتبہ مرتّب شکل میں پیش ہوتا تو زیادہ بہتر تھا مگر حالات کی مجبوری سے جو صورت پیدا ہو رہی ہے اس میں بھی کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ قسط وار آئین کا اسلامی یا غیر اسلامی ہونا زیادہ آسانی سے پرکھا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ملکی اور قومی اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے تدریجی قوانین زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں، اسی حکمت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں قرآن مجید کا تدریجی نزول فرمایا اور منکرین کے اس اعتراض کو غلط قرار دیا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (سورۃ فرقان) کہ "یہ قرآن یکدفعہ اکٹھا کیوں نازل نہیں کیا گیا؟"

اگر مجلس دستور ساز پاکستان کا متفق علیہ آئین اسلامی اصول پر منظور کر لے تو پاکستان کے لئے [illegible] بابرکت اقدام ہے۔ اس طرح سے اختلاف برائے اختلاف کرنے والے تو شاید خاموش نہ ہو سکیں لیکن ملک میں تعمیری کام کرنے والی جماعتیں اس

اقدام کی پوری پوری تائید کریگی - چونکہ حکومت کا یہ طریق اسلامی دستور کے نام پر عوام کو گمراہ کرنے کا دروازہ بند کر دیگا اور حکومت کی مشکلات سامنے آجائیں گی اسلئے طبعی طور پر ایسے گروہ اس موقع پر پیچ وتاب کھائیں گے جو اس نام سے عوام کی لیڈری حاصل کرنے کے درپے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی خاطر ملک کی بہتری اور بہبودی کے کام کو معرضِ تعویق میں نہیں پڑنا چاہیئے -

پاکستان میں اشاعتِ قرآن

پاکستان اسلامی ملک ہے اور کسی ملک کا صحیح معنوں میں اسلامی ملک ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ اسمیں قرآن مجید کو کیا مقام حاصل ہے ؟ اور اس میں قرآن و سنت پر کہاں تک عمل ہوتا ہے ؟ علماءِ سلف سیاست کی دلدل میں پھنسنے اور حکومتی مناصب کے لئے تگ و دو میں مصروف رہنے کی بجائے عامۃ المسلمین کی تعلیم و تربیت کرنے میں اپنے اوقاتِ گرامی خرچ کرتے تھے اور قرآن مجید کی اشاعت اُن کا نصب العین ہوتا تھا آج بھی ضرورت ہے کہ پاکستان میں اہلِ علم و فضل اصحاب اپنے اصل فرض کو ادا کریں حکومت کا بھی فرض ہے کہ اپنے ذرائع سے اس ملک میں قرآن مجید کی اشاعت کا اہتمام کرے ظاہر ہے کہ جتنی جتنی قرآنی تعلیم عام ہوگی اتنا ہی جرائم کا ارتکاب کم ہوگا اور ملک میں امن و روحانیت کا دور دورہ ہوگا - اسی طریق سے صحیح اسلامی ملک معرضِ وجود میں آسکتا ہے اور پاکستان کے قیام کی علتِ غائی پوری ہوسکتی ہے پس جہاں غیر ممالک میں اور غیر مسلموں میں اسلام اور قرآن کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے وہاں پاکستان میں مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے بہرہ ور کرنا بھی نہایت ضروری ہے - اس پہلو کو نظر انداز کرنے سے ہم اپنے ملک کو حقیقی اسلامی ملک نہیں بنا سکتے -

عربی زبان سکھانے کے لئے!

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اسلئے اسے سمجھنے اور سیکھنے کیلئے عربی زبان کا جاننا بھی ضروری ہے - قرآن پاک کے ترجموں سے وہ بات پیدا نہیں ہوسکتی جو قرآن مجید کو سمجھ کر عربی زبان میں پڑھنے سے پیدا ہوسکتی ہے - عربی زبان کی وسعت اور اسکی فصاحت و بلاغت کے سامنے باقی زبانیں ماند ہیں اسلئے قرآن مجید کو جاننے کے لئے عربی زبان سیکھنی ضروری ہے -

رسالہ الفرقان نے اپنے مقصد اشاعتِ قرآن کے پیش نظر ابتداء سے ہی یہ التزام کیا ہے کہ شائقین کے لئے عربی کے اسباق شائع کئے جائیں - یہ مفید سلسلہ جاری ہے - اور ہمارے قارئین کافی حد تک اس سے استفادہ کرتے ہیں - ہمیں خوشی ہے کہ اہلِ ذوق اور علم دوست اصحاب اس سلسلہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - چنانچہ اخبار صدق لکھنؤ کے ایڈیٹر جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی - اے دریابادی اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ کا رسالہ الفرقان جولائی نمبر پیشِ نظر ہے - اس میں "عربی کے آسان اسباق" کا نمبر بہت خوب ہے - مبتدیوں کے حق میں نہایت مفید ہے "

یہ سلسلہ بہت جلد کتابی شکل میں بھی سامنے آنے والا ہے - انشاء اللہ +

تعلیم اللغۃ العربیۃ

عربی زبان کے متعلق آسان اسباق

آٹھواں سبق

(ذخیرۂ الفاظ)

اَلنَّاسُ	اُعْبُدُوْا	فِرَاشٌ	بِنَاءٌ
لوگ	تم عبادت کرو	بچھونا	چھت
ثَمَرَةٌ	ثَمَرَاتٌ	نِدٌّ	اَنْدَادٌ
پھل	بہت سے پھل	شریک	بہت سے شریک
رَيْبٌ	نَزَّلَ	نَزَّلْنَا	وَقُوْدٌ
شک	اُس نے اُتارا	ہم نے اُتارا	ایندھن
حَجَرٌ	حِجَارَةٌ	بَشَّرَ	بَشِّرْهُمْ
پتھر	بہت سے پتھر	اُس نے خوشخبری دی	اُنکو خوشخبری دے
بَعُوْضَةٌ	مُفْسِدُوْنَ	يُفْسِدُوْنَ	يَنْقُضُوْنَ
مچھر	فساد کرنے والے	فساد کرتے ہیں	توڑتے ہیں

عربی میں ترجمہ کریں:-

(۱) اللہ نے کتاب اُتاری (۲) لوگ آ گئے ہیں (۳) یہ پھل کون کھائے گا (۴) یہ اس آگ کا ایندھن ہے (۵) کیا تم اس کتاب کے متعلق شک میں ہو (۶) زید پتھروں پر بیٹھا (۷) میں نے ایک پتھر اٹھایا (۸) ان کو خوشخبری دے کہ وہ کامیاب ہو گئے (۹) یہ تمہارا شریک ہے (۱۰) زید فسادی ہے (۱۱) اُس مچھر نے مجھے بہت دُکھ دیا (۱۲) یہ لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں (۱۳) اپنے عہد کو مت توڑ (۱۴) یہ میرا بچھونا ہے (۱۵) اللہ نے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے (۱۶) ہم نے پانی اتارا ہے (۱۷) زید اپنے رب کی عبادت کرتا ہے (۱۸) کل صبح میں باغ میں گیا (۱۹) یہ پتھر بوجھل ہیں۔ (۲۰) مجھے قرآن مجید میں کوئی شک نہیں +

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب لکھیں:-

(۱) کلمہ کی کتنی قسمیں ہیں (۲) حرف اور اسم میں کیا فرق ہے (۳) فعل کی تین مثالیں پیش کریں (۴) زَیْدٌ اور ضَرَبَ کلمہ کی کونسی کونسی قسم ہیں (۵) اسم کے آخری حرف پر کون کون سی حرکت آ سکتی ہے (۶) رفع اور جر میں کیا فرق ہے (۷) اعراب کسے کہتے ہیں (۸) اسم پر کون کون سے اعراب آ سکتے ہیں (۹) حرف کسے کہتے ہیں (۱۰) فعل کی کونسی تین قسمیں ہیں؟

ان عربی جملوں کا اُردو میں ترجمہ کریں:-

(۱) هُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ رَبَّهُمْ (۲) هٰذِهٖ ثَمَرَةُ بُسْتَانِيْ (۳) لَا تَجْعَلْ زَيْدًا لِلّٰهِ نِدًّا (۴) اَنَا اُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ (۵) هُمْ لَا يَنْقُضُوْنَ عُهُوْدَهُمْ اَبَدًا۔ (۶) هٰذَا وَقُوْدُ النَّارِ (۷) قَرَصَتْهُ بَعُوْضَةٌ (۸) بِنَاءُ هٰذَا الْبَيْتِ مَتِيْنٌ (۹) اِنَّ قَلْبِيْ لَا يَرْتَابُ فِي الْحَقِّ (۱۰) لَا تَاْكُلْ مِنْ ثَمَرَةِ غَيْرِكَ +

نواں سبق

(ذخیرۂ الفاظ)

اَرَادَ	اَرَدْتُ	يُضِلُّ	
اُس نے ارادہ کیا	میں نے ارادہ کیا	گمراہ قرار دیتا ہے یا کرتا ہے	
اَضَلَّ	قَطَعَ	يَقْطَعُوْنَ	يَاْمُرُ
اُس نے گمراہ کیا	اُس نے کاٹا	وہ کاٹتے ہیں	حکم دیتا ہے

أَمَرَ	خَلَقَ	جَمِيعاً	عَلِيمٌ
اس نے حکم دیا	اس نے پیدا کیا	سب کا سب	جاننے والا
سَوَّاهُنَّ	خَلِيفَةٌ	قَالَ	قُلْتُ
اس نے ان کو درست کیا	جانشین	اس نے کہا	میں نے کہا
أَقُولُ	سَفَكَ	يَسْفِكُونَ	
میں کہتا ہوں	اس نے بہایا	وہ بہاتے ہیں	
مَلَكٌ	دِمَاءٌ		
فرشتہ	خون		

عربی میں ترجمہ کریں :-

(۱) میں نے تجھے حکم دیا (۲) تو نے مجھے حکم دیا (۳) زید بکر کو حکم دے رہا ہے (۴) تو زمین میں کس کو خلیفہ بنائیگا (۵) میں کہہ چکا ہوں کہ وہ پاس ہے (۶) اس نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔ (۷) یہ آدمی فرشتہ ہے (۸) خلیفہ لوگوں کو نماز کا حکم دیتا ہے۔ (۹) وہ اپنے ساتھیوں کے خون بہاتے ہیں (۱۰) میں نے اس کا خون نہیں گرایا (۱۱) اللہ ہی سب چیزیں پیدا کرتا ہے (۱۲) اللہ نے ارادہ فرمایا کہ آسمان پیدا کرے (۱۳) کیا آپ نے جانے کا ارادہ کر لیا ہے؟ (۱۴) اللہ تعالیٰ سینوں کی باتیں جاننے والا ہے۔ (۱۵) اللہ نے سب آسمان درست کئے ہیں (۱۶) میں نے یہ مکان ٹھیک ٹھاک کیا ہے (۱۷) شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے (۱۸) اللہ فاسق کو گمراہ قرار دیتا ہے (۱۹) جن سے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُن سے نہ توڑ (۲۰) وہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

اُردو میں ترجمہ کریں :-

إِنَّ رَبِّي عَلِيمٌ۔ خَلَقَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ۔ مَنْ سَوَّى هٰذِهِ السَّمٰوَاتِ۔ لَا أَقْطَعُ مَنْ وَصَلَنِي۔ أَلَا تَسْفِكُ دَمَ أَخِيكَ۔ كُنْ مَلَكاً كَرِيماً۔ إِنَّ آدَمَ كَانَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ۔ أَمَرَنِي الْأُسْتَاذُ بِحِفْظِ الدَّرْسِ۔ إِرَادَتِي تَابِعَةٌ لِإِرَادَتِكَ يَا سَيِّدِي۔ أَضَلَّ إِبْلِيسُ خَلْقاً كَثِيراً۔ الْمَلَائِكَةُ يَأْتَمِرُونَ بِأَمْرِ اللّٰهِ۔

سوالات

(۱) جملہ اسمیہ کسے کہتے ہیں (۲) نصب کسے کہتے ہیں۔ (۳) مَلَكٌ کی جمع کیا ہے (۴) سمٰوات کا مفرد کیا ہے۔ (۵) ذَهَبَ کو متعدی کس طرح بناتے ہیں؟

نوٹ ۱۔ مندرجہ بالا عربی فقروں میں سے اسم فعل اور حرف پر علیحدہ علیحدہ نشان لگائیں۔

نوٹ ۲۔ مندرجہ بالا فقرات میں سے جمع اور مفرد اسماء الگ الگ لکھیں۔

یادداشت

اُردو سے عربی زبان میں ترجمہ کرنے کا اصل اور عام طریق یہ ہے کہ پہلے اُردو کے جملہ میں فعل پر نشان کر لیا جائے اور اس کے مقابل عربی لفظ پہلے لکھ لیا جائے (کیونکہ عموماً عربی جملے میں فعل پہلے آتا ہے) پھر اُردو جملہ میں سے فاعل تلاش کیا جائے اور اسے عربی جملہ میں فعل کے بعد رکھا جائے۔ اور اگر اُردو جملہ میں مفعول بہ بھی ہو تو اُسے عربی جملہ میں حتی العموم فاعل کے بعد رکھا جاتا ہے۔ اس طرح فعل، فاعل یا فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ بن جاتا ہے +

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا!

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی

شان میں بے مثال عربی قصیدہ

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفرقان احمد نگر ضلع جھنگ

از قلم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

نوٹ :- یہ قصیدہ شائقین کے لئے علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے دو پیسے فی نسخہ کے لحاظ سے طلب فرما سکتے ہیں !

طابع و ناشر :- ابو العطاء جالندھری مقام اشاعت :- دفتر الفرقان احمد نگر مطبوعہ :- خالد پرنٹنگ پریس سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

کے

فیوض و برکات کے ذکر پر مشتمل بے مثال عربی قصیدہ!

[ذیل کا عربی قصیدہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں تحریر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس ذات بابرکات کو محمدؐ (بے انتہاء تعریف کیا گیا) قرار دیا ہے اسکی تعریف کبھی ختم نہیں ہو سکتی لیکن جس لطیف رنگ اور حسین و الہامانہ انداز میں یہ تعریف ذیل کے قصیدہ میں بیان کی گئی ہے وہ اپنی جگہ پر بے نظیر اور بے مثال ہے۔ یہ قصیدہ پہلے کتاب آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا ہے ـــــ (ابو العطاء)]

القصیدة

هٰذه القصيدة انيقة رشيقة مملوّة من اللطائف الادبيّة والفرائد العربيّة ـ فی مدح سیّدی وسیّد الثقلین خاتم النبیین محمّدن الّذی وصفه الله فی الکتب المبین ـ اللّٰهمّ صلّ وسلّم علیه الی یوم الدّین ـ ولیست هٰذه من قریحتی الجامدة ـ وفطنتی الخامدة ـ وما کانت رویتی الناضبة ینبوع هٰذه المضمار ـ ومنبع تلك الاسرار ـ بل کلّما قلت من ربّی الّذی هو قریبی ـ ومؤیّدی الّذی هو معی فی کلّ حینی ـ الّذی یطعمنی ویسقینی ـ واذا ضللت فهو یهدینی ـ واذا مرضت فهو یشفینی ـ ماکسبت شیئًا من ملح الادب ونوادره ـ ولٰکن جعلنی الله غالبًا علی قادره ـ وهٰذه اٰیة من ربّی لقوم یعلمون ـ وانّی اظهرتها وبیّنتها لعلّی اجزیٰ جزاء الشاکرین ولا الحق بالّذین لا یشکرون

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے

يَسْعٰى إِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْآنِ
لوگ تیری طرف پیاسوں کی طرح دوڑے آتے ہیں

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ
اے منعم منّان کے فضل کے دریا

تَهْوِي إِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيزَانِ
لوگ کوزے لئے تیری طرف لپکے آرہے ہیں

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب

نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

تو نے ویرانوں اور آبادیوں کے منہ روشن کر دیئے

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَ أُمَّةٌ قَدْ أُخْبِرَتْ

ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے

مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ أَصْبَانِيْ

اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

يَبْكُوْنَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً

آپ کے جمال کو یاد کر کے مارے شوق کے روتے ہیں

وَتَأَلُّمًا مِنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

اور جدائی کی جلن سے دکھ اٹھا کر چلاتے ہیں

وَأَرَى الْقُلُوْبَ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً

اور میں دیکھتا ہوں کہ دل بے قراری سے گلے تک آگئے ہیں

وَأَرَى الْغُرُوْبَ تُسِيْلُهَا الْعَيْنَانِ

اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

يَا مَنْ غَدَا فِيْ نُوْرِهٖ وَضِيَائِهٖ

اے وہ جو اپنے نور اور روشنی میں

كَالنَّيِّرَيْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ

آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے اور جس نے رات اور دن کو روشن کر دیا

يَا بَدْرَنَا يَا اٰيَةَ الرَّحْمٰنِ

اے ہمارے بدر اے رحمن کے نشان

أَهْدَى الْهُدَاةِ وَأَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

ہادیوں کے ہادی اور شجاعوں کے شجاع

إِنِّيْ أَرَىٰ فِيْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ

میں تیرے درخشاں چہرہ میں ایک نشان دیکھتا ہوں

شَأْنًا يَفُوْقُ شَمَائِلَ الْإِنْسَانِ

جو انسانی شمائل سے بڑھ کر ہے

وَقَدِ اقْتَفَاكَ أُولُو النُّهٰى وَبِصِدْقِهِمْ

دانشمندوں نے تیری پیروی کی اور اپنے صدق سے

وَدَعُوْا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْأَوْطَانِ

مالوف وطنوں کی یاد بھی ترک کر دی

قَدْ اٰثَرُوْكَ وَ فَارَقُوْا أَحْبَابَهُمْ

تجھے مقدم کیا اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا

وَتَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْإِخْوَانِ

اور بھائیوں کے حلقہ سے دور ہو گئے

قَدْ وَدَّعُوْا أَهْوَاءَهُمْ وَنُفُوْسَهُمْ

اپنی خواہشوں اور نفسوں کو چھوڑ دیا

وَتَبَرَّءُوْا مِنْ كُلِّ نَشْبٍ فَانِ

اور سب طرح کے فانی مالوں سے بیزار ہو گئے

ظَهَرَتْ عَلَيْهِمْ بَيِّنَاتُ رَسُوْلِهِمْ

رسول کریم کی کھلی دلیلیں ان پر ظاہر ہوئیں اسلئے ان کی

فَتَمَزَّقَ الْأَهْوَاءُ كَالْأَوْثَانِ

نفسانی خواہشیں بتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں

فِيْ وَقْتِ تَرْوِيْقِ اللَّيَالِيْ نُوِّرُوْا

وَاللّٰهُ نَجَّاهُمْ مِنَ الطُّوْفَانِ

وہ راتوں کی تاریکی کے وقت منور ہوئے

اور خدا نے ان کو طوفان سے بچا لیا

قَدْ هَاضَهُمْ ظُلْمُ الْأُنَاسِ وَضَيْمُهُمْ
لوگوں کے ظلم و ستم نے ان کو چور چور کر دیا

فَتَثَبَّتُوْا بِعِنَايَةِ الْمَنَّانِ
مگر وہ خدائے منان کی مہربانی سے ثابت قدم رہے

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ وَعِقَارَهُمْ
اوباشوں نے ان کے مال اور مکان لوٹ لیے

فَتَهَلَّلُوْا بِجَوَاهِرِ الْفُرْقَانِ
مگر اسکے عوض فرقان کے موتی پا کر انکے چہرے چمک اُٹھے

كَسَحُوْا بُيُوْتَ نُفُوْسِهِمْ وَتَبَادَرُوْا
اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب صاف کیا اور

لِتَمَتُّعِ الْإِيْقَانِ وَالْإِيْمَانِ
یقین اور ایمان کی دولت لینے کو آگے بڑھے

قَامُوْا بِإِقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ
رسول کریمؐ کی حملہ آوری کے ساتھ میدان میں

كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ
لڑائیوں پر یوں ڈٹ گئے جیسے کوئی عاشق شیدا ہوتا ہے

فَدَمُ الرِّجَالِ بِصِدْقِهِمْ فِي حُبِّهِمْ
سو ان پہلوانوں کا خون محبت کی راہ میں ثابت قدمی

تَحْتَ السُّيُوْفِ أُرِيْقَ كَالْقُرْبَانِ
کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہایا گیا

جَاؤُكَ مَنْهُوْبِيْنَ كَالْعُرْيَانِ
وہ تیرے حضور لوٹے ہوئے اور ننگے آئے

فَسَتَرْتَهُمْ بِمَلَاحِفِ الْإِيْمَانِ
سو تو نے ایمان کی چادریں ان کو پہنا دیں

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
تو نے گوبر کی طرح ان کو ذلیل قوم پایا

فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ
پھر ان کو سونے کی ڈلی کی طرح بنا دیا

حَتَّى انْثَنَى بَرٌّ كَمِثْلِ حَدِيْقَةٍ
یہاں تک کہ عرب کا خشک جنگل اُس باغ کی مانند ہو گیا

عَذْبِ الْمَوَارِدِ مُثْمِرِ الْأَغْصَانِ
جسکے چشمے شیریں اور درختوں کی شاخیں پھلدار ہوتی ہیں

عَادَتْ بِلَادُ الْعَرَبِ نَحْوَ نَضَارَةٍ
عرب کی سرزمین ویرانی اور خشکی

بَعْدَ الْوَجَى وَالْمَحْلِ وَالْخُسْرَانِ
اور تباہی کے بعد سرسبز ہو گئی

كَانَ الْحِجَازُ مَغَازِلَ الْغِزْلَانِ
حجاز کے لوگ عورتوں سے عشق بازی کے عادی تھے

فَجَعَلْتَهُمْ فَانِيْنَ فِي الرَّحْمَانِ
مگر تو نے ان کو رحمان میں فانی بنا دیا

شَيْئَانِ كَانَ الْقَوْمُ عُمْيًا فِيْهِمَا
دو باتیں تھیں جن میں وہ اندھے ہو رہے تھے

حَسْوُ الْعُقَارِ وَكَثْرَةُ النِّسْوَانِ
شراب کا پینا اور عورتوں کی کثرت

أَمَّا النِّسَاءُ فَحُرِّمَتْ إِنْكَاحُهَا
زَوْجًا لَهُ التَّحْرِيْمُ فِي الْقُرْآنِ

عورتوں کی نسبت یوں فیصلہ ہوا کہ ان خاوندوں سے
ان کا نکاح حرام کر دیا گیا جن کی حرمت قرآن میں آ گئی

وَجَعَلْتَ دَسْكَرَةَ الْمُدَامِ مُخَرَّبًا

تُو نے شراب کے کارخانے ویران کر دیئے

كَمْ شَارِبٍ بِالرَّشْفِ دَنًّا طَافِحًا

بہتیرے جو خم کے خم مے پی جاتے تھے

كَمْ مُحْدِثٍ مُسْتَنْطِقِ الْعِيدَانِ

بہتیرے بدعتی سارنگیوں سے باتیں کرنے والے

كَمْ مُسْتَهَامٍ لِلرَّشُوفِ تَعَشُّقًا

بہتیرے جو خوشبو دہن عورتوں کے عشق میں سرگرداں تھے

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ

تُو نے صدیوں کے مُردوں کو ایک جلوہ سے زندہ کر دیا

تَرَكُوا الْغَبُوْقَ وَبَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِهٖ

انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کی لذت کی بجائے

كَانُوْا بِرَنَّاتِ الْمَثَانِيْ قَبْلَهَا

اس سے پہلے دوتاروں کی سُروں کی محبت

قَدْ كَانَ مَرْتَعُهُمْ أَغَانِيَ دَائِمًا

ہمیشہ ان کی فرحت و خوشی کا میدان راگ رنگ تھا

مَا كَانَ فِكْرٌ غَيْرَ فِكْرِ غَوَانِيْ

عورتوں سے دلبستگی کے سوا اور کچھ فکر ہی نہ تھی

كَانُوْا كَمَشْغُوْفِ الْفَسَادِ بِجَهْلِهِمْ

بے وقوفی سے فساد کے شیفتہ تھے

عَيْبَانِ كَانَ شِعَارُهُمْ مِنْ جَهْلِهِمْ

جہالت سے دو عیب تو ان کے لازم حال تھے

فَطَلَعْتَ يَا شَمْسَ الْهُدٰى نُصْحًا لَهُمْ

وَأَزَلْتَ حَانَتَهَا مِنَ الْبُلْدَانِ

اور اس کی دکانیں شہروں سے دور کر دیں

فَجَعَلْتَهٗ فِي الدِّيْنِ كَالنَّشْوَانِ

تُو نے اُن کو دین میں متوالے کر دیا

قَدْ صَارَ مِنْكَ مُحَدَّثَ الرَّحْمٰنِ

تیرے طفیل سے رحمان کے ہمکلام ہو گئے

فَجَذَبْتَهٗ جَذْبًا إِلَى الْفُرْقَانِ

تُو نے انہیں فرقان کی طرف کھینچ لیا

مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

کون ہے جو اس شان میں تیرا نظیر ہو سکے

ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَيْلَةِ الْأَحْزَانِ

غم کی راتوں میں دعا کی لذت اختیار کر لی

قَدْ أُحْصِرُوْا فِيْ شُحِّهَا كَالْعَانِيْ

میں قیدیوں کی طرح گرفتار تھے

طَوْرًا بِغِيْدٍ تَارَةً بِدِنَانِ

کبھی نازک اندام عورتوں کے اسیر کبھی خم مے کے گرفتار

أَوْ شُرْبِ رَاحٍ أَوْ خَيَالِ جِفَانِ

یا شراب نوشی تھی یا کاسہائے شراب کا تصور تھا

رَاضِيْنَ بِالْأَوْسَاخِ وَالْأَدْرَانِ

میل کچیل اور ناپاکی پر خوش تھے

حُمْقُ الْحِمَارِ وَوَثْبَةُ السِّرْحَانِ

حمق گدھے کی اور حملہ بھیڑیئے کا

لِتُضِيْئَهُمْ مِنْ وَجْهِكَ النُّوْرَانِيْ

اتنے میں اے آفتاب ہدایت انکی خیر خواہی کیلئے تو نے طلوع کیا کہ اپنے نورانی چہرہ سے انہیں منور کرے۔

أُرسلتَ من ربٍّ كريمٍ محسنٍ

توخوفناک فتنے اور طغیان کے وقت

في الفتنة الصمّاء والطغيانِ

خداوند کریم کی طرف سے بھیجا گیا

يا للفتى ما حسنه وجماله

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے

ريّاه يصبي القلب كالريحانِ

جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کرلیتی ہے

وجه المهيمن ظاهرٌ في وجهه

اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے

وشئونه لمعت بهذا الشانِ

اور اس کی شان میں خدا کی شان نمایاں

فلذا يُحبّ ويستحق جماله

اسی لیے تو وہ زیادہ محبوب ہے اور اس کا جمال لائق ہے کہ تمام

شغفًا به من زمرة الأخدانِ

دوستوں کو چھوڑ کر اسی کے جمال سے وابستگی پیدا کی جائے

سُجُحٌ كريمٌ باذلٌ خِلُّ التقى

خوش خو کریم سخی صاحب تقوےٰ

خرقٌ وفاق طوائف الفتيانِ

کریم الطبع اور تمام جوانوں پر فائق

فاق الورى بكماله وجماله

اپنے کمال اور جمال اور جلال اور تازہ دلی کے

وجلاله وجنانه الريّانِ

سبب سے تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے

لا شكّ أنّ محمّدًا خيرُ الورى

بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم خیر الورے

ريقُ الكرام ونخبة الأعيانِ

برگزیدہ کرام اور چیدہ اعیان ہیں

تمّت عليه صفاتُ كلّ مزيّةٍ

ہر قسم کی فضیلت کی صفتیں آپ میں کامل ہیں

خُتمت به نعماءُ كلّ زمانِ

اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں

والله إنّ محمّدًا كردافةٍ

اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وزیر ہیں

وبه الوصول بسُدّة السلطانِ

آپ ہی کے ذریعہ دربار سلطانی میں رسائی ہوسکتی ہے

هو فخرُ كلّ مطهّرٍ ومقدّسٍ

آپ ہر مطہر اور مقدس کا فخر ہیں

وبه يباهي العسكرُ الروحاني

اور روحانی لشکر کو آپ ہی کے وجود پر ناز ہے

هو خيرُ كلّ مقرّبٍ متقدّمٍ

آپ ہر پہلے مقرب سے افضل ہیں

والفضلُ بالخيرات لا بزمانِ

اور فضیلت کارہائے خیر پر موقوف ہے نہ زمانہ پر

والطلّ قد يبدو أمام الوابلِ

فالطلّ طلٌّ ليس كالتهتانِ

چنانچہ ہلکا مینہ ہمیشہ موسلا دھار بارش سے پہلے ہوتا ہے

لیکن ہلکے مینہ اور جھڑی میں بڑا فرق ہوتا ہے

بَطَلٌ وَحِيدٌ لَا تَطِيشُ سِهَامُهُ

آپ یگانہ پہلوان ہیں آپ کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے

ذُو مُصْمِيَاتٍ مُوبِقُ الشَّيْطَانِ

آپ نشانہ رس تیروں کے مالک شیطان کے ہلاک کنندہ ہیں

هُوَ جَنَّةٌ إِنِّي أَرَى أَثْمَارَهُ

آپ باغ ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے پھل

وَقُطُوفُهُ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِي

اور خوشے میرے دل کے قریب ہیں

أَلْفَيْتُهُ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدَى

میں نے آپ کو حقایق اور ہدایت کا دریا پایا

وَرَأَيْتُهُ كَالدُّرِّ فِي اللَّمَعَانِ

اور چمک دمک میں آپ کو موتی دیکھا

قَدْ مَاتَ عِيسَى مُطْرِقًا وَنَبِيُّنَا

عیسیٰ چپ چاپ گذر گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَيٌّ وَرَبِّي إِنَّهُ وَافَانِي

زندہ ہیں اور بخدا وہ مجھ سے ملتے ہیں

وَاللّٰهِ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ جَمَالَهُ

قسم بخدا میں نے آپ کا جمال

بِعُيُونِ جِسْمِي قَاعِدًا بِمَكَانِي

دیدۂ سر سے اپنے مکان میں بیٹھے دیکھا

هَا إِنْ تَظَنَّيْتَ ابْنَ مَرْيَمَ عَائِشًا

دیکھو اگر تم ابن مریمؑ کو زندہ سمجھتے ہو

فَعَلَيْكَ إِثْبَاتًا مِنَ الْبُرْهَانِ

تو دلیل سے ثبوت پیش کرنا تمہارا فرض ہے

أَفَأَنْتَ لَاقَيْتَ الْمَسِيحَ بِيَقْظَةٍ

تم کہیں بیداری میں مسیحؑ سے ملے ہو؟

أَوْ جَاءَكَ الْأَنْبَاءُ مِنْ يَقْظَانِ

یا کسی جیتے جاگتے نے تمہیں خبر دی ہے کہ وہ زندہ ہے؟

أُنْظُرْ إِلَى الْقُرْآنِ كَيْفَ يُبَيِّنُ

قرآن کو دیکھو کہ وہ کیسی صاف موت بیان کرتا ہے

أَفَأَنْتَ تُعْرِضُ عَنْ هُدَى الرَّحْمَانِ

کیا تم رحمان کی ہدایت سے منہ پھیرتے ہو

فَاعْلَمْ بِأَنَّ الْعَيْشَ لَيْسَ بِثَابِتٍ

جان لو کہ زندگی ثابت نہیں!

بَلْ مَاتَ عِيسَى مِثْلَ عَبْدٍ فَانٍ

بلکہ عیسیٰؑ ایک فانی بندہ کی طرح مر گئے

وَنَبِيُّنَا حَيٌّ وَإِنِّي شَاهِدٌ

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں میں گواہ ہوں

وَقَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْيَانِ

اور میں آپ کی ملاقات کے ثمرات سے بہرہ مند ہوا ہوں

وَرَأَيْتُ فِي رَيْعَانِ عُمْرِي وَجْهَهُ

میں نے آغاز جوانی میں آپ کا منہ دیکھا

ثُمَّ النَّبِيُّ بِيَقْظَتِي لَاقَانِي

پھر آنحضرتؐ بیداری میں مجھ سے ملتے رہے

إِنِّي لَقَدْ أُحْيِيتُ مِنْ إِحْيَائِهِ

میں آپ کے زندہ کرنے سے زندہ کیا گیا ہوں!

وَاهًا لِإِعْجَازٍ فَمَا أَحْيَانِي

سبحان اللہ کیا ہی اعجاز ہے اور میں بھی کیا ہی خوب زندہ ہوں

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
اے رب اپنے نبیؐ پر ہمیشہ صلوٰۃ بھیج

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانِ
اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی

یَا سَیِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَکَ لَاهِفًا
میرے آقا میں سخت افسوس سے تیرے دروازہ پر حاضر ہوا ہوں

وَالْقَوْمُ بِالْاِکْفَارِ قَدْ اٰذَانِیْ
قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت ستایا ہے

یَفْرِیْ سِهَامُکَ قَلْبَ کُلِّ مُحَارِبِ
تیرے تیر ہر جنگجو کے دل کو چھیدتے ہیں

وَیَشُجُّ عَزْمُکَ هَامَةَ الثُّعْبَانِ
اور تیرا عزم اژدہاؤں کے سر کو کچل ڈالتا ہے

لِلّٰهِ دَرُّکَ یَا اِمَامَ الْعَالَمِ
آفرین تجھ پر اے امام عالم

اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَیِّدُ الشُّجْعَانِ
تو سب سے بڑھا ہوا اور شجاعوں کا سردار ہے

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ وَّتَحَنُّنٍ
مجھ پر رحم اور محبت کی نظر کر

یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ
اے میرے آقا میں تیرا ایک ناچیز غلام ہوں

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
اے پیارے تیری محبت میری جان اور

فِیْ مُهْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ
سر اور دماغ میں رچ گئی ہے

مِنْ ذِکْرِ وَجْهِکَ یَا حَدِیْقَةَ بَهْجَتِیْ
تیرے منہ کی یاد سے اے میرے خوشی کے باغ

لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنِ
میں کبھی ایک لحظہ بھی فارغ نہیں رہتا

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
میرا جسم شوقِ غالب کے سبب سے تیری

یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیَرَانِ
طرف اڑا جاتا ہے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی

قرآن مجید کی وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مشاہدات کا ایک نمونہ

(۴)

(از قلم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ ویرانوں میں سے گزرے گا اور ان سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال تو وہ نکالیں گے۔ آسمان سے کہیگا کہ برس اور وہ برسے گا جس سے بنجر زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی۔ ہواؤں پر بھی اُسے تسلط ہو گا۔ اس کے پاس سامانِ خورد و نوش کی بہتات ہو گی جو قوم اس کا کہا مانے گی وہ خوشحال اور جو نہ مانے گی وہ قحط زدہ ہو جائے گی۔ وہ زمین میں فتنہ و فساد مچائے گا۔ لوگوں کے مذہبی عقائد کو بگاڑے گا۔ وہ مُردوں[1] کو زندہ کر دکھائیگا۔ اور لوگوں سے کہیگا خدا کوئی نہیں بلکہ اپنی خدائی قدرت اُن سے منوائے گا۔

ان بیان کردہ اوصاف میں سے ایک ایک وصف عیسائی اقوام پر راس بیٹھتا ہے اور دیکھنے والے کو دجال کی شخصیت متعین کرنے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ سورۃ کہف

[1] ٹھیک اس وقت جبکہ میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں اخبار الفضل مورخہ ۲/۵۹ مجھے ملا تو اچانک میری نظر شکاگو کی ایک خبر پر پڑی جو ریڈیو پاکستان نے نشر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص جو حرکتِ قلب بند ہو جانیکی وجہ سے مر گیا پھر اُسے بجلی کی رو سے پینتالیس (۴۵) منٹ بعد دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اِس سے قبل دوسری جنگِ عظیم میں اسی قسم کا واقعہ ماہواری میگزین (Digest نومبر ۱۹۴۶ء) میں شائع ہوا تھا۔ ایک روسی جس کا نام چیراپانو (Cherapanov) تھا جنگ میں شدید زخمی ہوا اور بوقت اپریشن مر گیا۔ ڈاکٹروں نے تحقیق کے بعد اس کی موت کا اعلان کیا۔ یہ اپریشن اس ہسپتال میں کیا گیا جس میں پروفیسر ولادی میر نگوونگی (Veladi mir Negovskii) احیاءِ موتی کا تجربہ کیا کرتا تھا۔ کتوں، بلیوں، چوہوں اور خرگوشوں پر انہوں نے کئی ایک تجربے کامیابی سے کئے۔ خون، گلوکوز اور انڈرلین کا انجکشن خاص طریق سے اس تجربہ میں استعمال کیا جاتا تھا اور مصنوعی سانس سے پھیپھڑوں کو حرکت عمل میں لایا جاتا۔ چنانچہ ساڑھے چار منٹ کے عمل کے بعد مذکورہ بالا مُردہ شخص دوبارہ زندہ ہوا۔ دل نے کام کرنا شروع کر دیا اور ساڑھے سات منٹ بعد پھیپھڑوں کا عمل بحال ہوا۔ ایک گھنٹہ کے بعد ہوش آنے پر اسے یہ معلوم کر کے صدمہ ہوا کہ اس کی آنکھوں میں بینائی نہیں لیکن چند دن کے علاج کے بعد بینائی بھی عود کر آئی اور وہ اچھا بھلا چلنے پھرنے لگا۔ لوگ اُس سے جب دریافت کرتے تو وہ اُن سے یہی کہتا کہ اُسے ہوش آنے پر یہی محسوس ہوا تھا کہ گویا وہ سویا ہوا تھا اور جاگ پڑا ہے۔ اِس واقعہ سے منکرینِ حیاتِ آخرت نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رُوح اور مابعد الموت زندگی کا خیال یونہی ہے اگر کچھ ہوتا تو یہ مُردہ دوبارہ زندہ ہو کر حیاتِ آخرت کے متعلق بیان نہ کرتا۔

منکرینِ حیاتِ آخرت کے اِس استدلال کے بودا پن کو مطبوعہ کتاب "حیات الآخرت" میں واضح کیا جا چکا ہے +

میں تو مذکورہ بالا الفاظ میں تفصیل نہیں لیکن ان کی غیر معمولی ترقی، پھیلاؤ، عظیم الشان سلطنت اور قدرت خلق واحیاء وامات اور خارق عادت تصرفات کے بارے میں جو آیات بینات اس میں وارد ہوئی ہیں ان میں یہ سارا مفہوم پایا جاتا ہے جس کا اوپر بھی ذکر کیا گیا ہے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ عیسائی قوموں کی ترقی کے تعلق میں سورۂ کہف میں دو انگورستانوں اور ایک کھیتی کی مثال میں ان کی سلطنت کے تین زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس مثال میں یہ بھی فرمایا ہے کِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا بَيْنَهُمَا نَهَرًا وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ ..... الآیہ۔ یعنی دو باغوں میں سے ہر ایک نے اپنا پھل دیا اور اس میں اُن سے کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی یعنی کھانے پینے کی ہر شے ان کے لئے مہیا کی گئی اور ان باغوں کے درمیان ایک نہر جاری کی۔ اور اسے پھل حاصل ہوا تو اپنے مال و دولت کی بہتات اور کثرتِ نفری دیکھ کر اس باغ کے مالک کو گھمنڈ ہوا اور سمجھنے لگا کہ اب اس کا یہ باغ کبھی تباہ نہیں ہوگا اور اپنے ساتھی سے کہا وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا۔ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کی گھڑی قائم ہوگی اور اگر اپنے رب کی طرف میں لوٹایا گیا تو وہاں بھی اس سے بہتر انجام ہوگا۔ اس پر اس کے ساتھی نے کہا اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا۔

کیا تُو نے اپنے اس خالق کا انکار کیا ہے اور اس ذات کا ناشکر گزار ہوا ہے جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے، پھر نطفہ سے اور پھر مردِ کامل بنایا ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم اپنی حکومت اور طاقت کے گھمنڈ میں یہاں تک دلیر ہو جائے گی کہ خدا تعالیٰ اور حیاتِ آخرت کا انکار کرے گی اور اُن میں سے جس کے دل میں کچھ ایمان باقی ہوگا وہ بھی اپنے باطل عقیدہ کے باوجود یہ یقین رکھیگا کہ ان کی حالت بہتر ہوگی۔ اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عیسائی قوم کی دُنیا خوبصورت ہوگی مگر عملِ صالح کے فقدان کی وجہ سے آخر وہ ویرانگی میں تبدیل ہوگی۔ اور اس سورۃ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ پیدائشِ عالم کی کُنہ اور اس کا سربستہ راز دریافت کرتے کرتے اس حد تک پہنچے گی کہ گویا وہ خود بھی خلقِ اشیاء پر قادر ہے اور اپنے تئیں شریکِ باری تعالیٰ سمجھنے لگیگی جیسا کہ دانیال نبی نے فرمایا تھا کہ شریعتوں کو بدل کر زمین پر ایک نیا نظام قائم کریگا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوگا اور جلد ہی آگ میں ہلاک کیا جائے گا جس سے اُن کے لئے کوئی جائے فرار نہ ہوگی۔ عیسائی اقوام کے اس قسم کے خیالاتِ باطلہ اور ان کی تعلّیوں کے پیشِ نظر ہی اللہ تعالیٰ ان کی نفی کرتا اور فرماتا ہے مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (۴۶-۴۷)

یعنی میں نے آسمان اور زمین کی پیدائش کے وقت انہیں تو

ؔ آیت محولہ بالا کی تشریح کیلئے دیکھیں تفسیر کبیر شرح سورۂ کہف مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

موجود نہیں رکھا کہ وہ دیکھیں کہ یہ کیونکر ہوئی اور نہ اسوقت موجود رکھا جب ان کی جانوں کو پیدا کیا گیا اور نہ میں گمراہ کرنے والوں کو (کسی نظام کے) پیدا کرنے میں اپنا مددگار بنانے والا ہوں۔ اور جس دن اُن سے کہیگا پکارو انکو جن کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ وہ میرے شریک ہیں تو وہ انہیں پکاریں گے اور وہ انہیں کوئی جواب نہ دیں گے اور ہم انکے درمیان ہی ہلاکت کا سامان کر دیں گے اور یہ مجرم یعنی خدا تعالےٰ سے قطع تعلق کرنے والے آگ دیکھیں گے اور انہیں یقین ہو جائیگا کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں پس وہ اس سے پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ الفاظ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں جو نفی کی گئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ایک دن یہ خیال عیسائیوں کے سر میں سمائیگا کہ انہوں نے پیدائش عالم کا راز دریافت کر لیا ہے اور یہ کہ اس کی نقل کرنے پر بھی وہ قادر ہیں اور ایک نئی دنیا اور نیا نظام قائم کریں گے مگر اس میں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ نئی دنیا اور نیا نظام ہمیشہ آدم اور اس کی نیک ذریت اور ملائکۃ اللہ کے ذریعہ سے ہی قائم ہوا کرتا ہے نہ کہ شیطان اور اس کی ذریت سے۔ یہ مضمون ہے سورۂ کہف کے ساتویں رکوع کا۔ اور اس سیاق کلام میں آیت مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا کا مفہوم از خود واضح ہو جاتا ہے یعنی یہ کہ اس آیت میں اصل ان کے اس زعم باطل کی تردید کی گئی ہے کہ وہ خلق اور موت و حیات میں شریک باری تعالیٰ ہیں۔

اور اس آیت سے دجال کے خدائی دعویٰ کی حقیقت بھی آشکار ہو جاتی ہے جس کا ذکر احادیث مذکورہ بالا میں ابھی گذر چکا ہے۔ سورۂ کہف کی ان آیات بیّنات نے ضمناً یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان مدعیانِ شرکتِ باری تعالیٰ کو نئی زمین اور نیا نظام قائم کرنے کے مواقع میسر آئیں گے مگر وہ ان سے فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ اور انجام ان کی کوششوں کا آگ ہوگا جس سے بھاگنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی مشاہدہ کرایا گیا تھا کہ بختی اونٹوں[۱] جیسے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ دجال کو اٹھا اٹھا کر آگ میں پھینکیں گے اور ہلاک کریں گے۔ سورۃ المرسلٰت میں اللہ تعالیٰ صلیب پرستوں کے متعلق فرماتا ہے اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (آیت ۳۱ تا ۳۴) یعنی چلو تین شاخوں والے سایہ کی طرف جو نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ وہ شعلہ زن آگ سے بچائے گا۔ وہ ایسے شرارے پھینکے گا جو محلوں

سورۂ کہف میں بالتکرار صلیب پرستوں کی تباہی آگ سے ہی بتائی گئی ہے اور اس آگ کے متعلق آیت ۲۶ ع ۵ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آسمان سے پھینکی جائے گی جو

۱۔ بختی اونٹوں کی مانند پرندوں والا نظارہ جو آپ کو دکھایا گیا اس کی تصدیق آجکل لڑاکے طیاروں کی صورت میں ہمارے مشاہدہ میں بھی آ چکا ہے۔ ایسا ہی جمالۃ صفر کی پیشگوئی ٹینکس (Tanks) پر صادق آتی ہے دونوں کی آتشباری ایک جہنم برپا کر دیتی ہے۔

ان کے باغ کو میدان کر دے گی۔ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے باغ پر آسمان سے آگ چھوڑے گا تو وہ ایسا چٹیل میدان بن جائے گا جس پر ٹھہرنا ممکن نہ ہوگا۔ (زلقاً کے معنے پھسلنے والا) عیسائی حکومتوں کی آگ والی یہ تباہی وہی ہے جس کا ذکر دانیالؑ کی پیشگوئی میں بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دکھایا گیا تھا کہ بختی اونٹوں کی مانند پرندے دجال اور اس کے ساتھیوں کو آگ میں پھینک کر انہیں ہلاک کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بنی نوع انسان کو پیش آنے والے فتنہ کے بارے میں سورۃ کہف کی آیات بینات میں جو انذار کیا گیا ہے اور اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ ملکوت میں جو مکاشفہ ہوا یہ انذار و مکاشفہ دونوں آپس میں مطابقت رکھتے ہیں اور آپ کا یہ فرمانا کہ جو دجال کے فتنہ سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ سورۃ کہف کی آیات کا مطالعہ کرے۔ حضرت دانیالؑ کی پیشگوئی کے متعلق میں نے حاشیہ میں مختصر سا ذکر کیا ہے اسکو بھی اگر سورۃ کہف کی پیشگوئی کے ساتھ ملحوظ رکھا جائے تو ہمیں وحی الٰہی کی ان واضح تجلیات اور مکاشفات سے یقینی طور پر ایک ایسے عالم کے وجود کا پتہ چلتا ہے جو نہایت ہی لطیف اور نہاں در نہاں ہے اور مادہ اور زمانہ کی حدود سے بالاتر ہے اور اس کے متعلق ہمیں اس دنیا میں تمثلات یعنی صورتوں اور شکلوں اور اشاروں میں علم ہوتا ہے جو وسیع معانی و معلومات پر حاوی ہوتے ہیں۔ اور یہ تمثلات خیالی نہیں بلکہ حقیقت اور واقعیت پر مبنی ہوتے ہیں۔

موعودہ بشارت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات و تصریحات

یہ حصۂ مضمون مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ سورۃ کہف کی بشارت کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات کا نمونہ نہ پیش کر دیا جائے۔ سوال یہ اٹھایا گیا تھا کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی حیاتِ آخرت اور لقائے ربانی کا ذکر کیا گیا ہے وہاں لامحالہ کسی نہ کسی مہتم بالشان پیشگوئی کا ذکر بھی موجود ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیشگوئی کے متعلق نہ صرف وحی الٰہی کی تجلی واضح کلام میں ہوئی بلکہ اس کے علاوہ اس کا مشاہدہ بھی کرایا گیا ہے۔ اس تعلق میں میں نے سب سے پہلے سورۃ کہف کی تین پیشگوئیوں بأس شدید، بشارت اور عیسائیوں سے متعلقہ انذار کا حوالہ دیا تھا۔ بأس شدید اور انذار کے متعلق ایک حد تک بیان کیا جا چکا ہے اب میں ذیل میں بشارت والے حصہ کو لونگا اور بتاؤنگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بھی ایک مشاہدہ کرایا گیا تھا جس کا ثبوت نہ صرف آپؐ کے مستند اقوال سے ملتا ہے (جو صحاح ستہ میں مروی ہیں) بلکہ واقعات کی تصدیق سے بھی آپؐ کا یہ مشاہدہ برحق ثابت ہو چکا ہے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ سورۃ مریم بھی سورۃ کہف کی طرح بشارت و انذار کی حامل ہے اور اس تعلق میں دونوں سورتوں کی ہم معنی آیات کا مقابلہ کر کے ان کا نفس موضوع میں اشتراک بھی ثابت کیا جا چکا ہے۔ خود سورۃ مریم کا عنوان جو حروف مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ سے شروع ہوتا ہے وہ بھی اسی وحدتِ موضوع پر دلالت کرتا ہے۔

قرآن مجید کے بعض نسخوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان میں حروف مقطعات کی شرح بھی دی گئی ہے۔ اس تشریح میں حرف "ک" سے مراد "کذٰلک" بتائی گئی ہے جس کے معنی ہیں اسی طرح یا ایسا ہی۔ لفظ کذٰلک دلالت کرتا ہے کہ سورۂ مریم کا تعلق سورۂ کہف کے ساتھ ہے۔ اور یہ کہ جو باتیں پہلی سورت میں بیان ہوئی ہیں اُسی تسلسل میں سورۂ مریم کا بھی نزول ہے۔ چونکہ سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ کی صفت وہّابیت کا ذکر بار بار دہرایا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالفاظ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا اور وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا پختہ وعدہ کیا گیا ہے کہ تیرا رب تجھے نہیں بھولے گا اور تیرے ساتھ بھی اس قسم کی رحمتِ خاصہ کا سلوک کیا جائے گا جو سابقہ انبیاء کرام سے ہوا یہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اسلئے مذکورہ بالا عنوان کٓھٰیٰعٓصٓ کے متعلق سمجھنا درست ہوگا کہ اس کے حروف قائم مقام ہیں جملہ کذٰلک الوھّاب یبعث لک وعداً صادقاً یعنی اسی طرح خدائے وہّاب تیرے لئے بھی مبعوث کریگا یہ سچا وعدہ ہے۔ یہ جملہ اُسی قاعدہ کی رُو سے اخذ کیا جاسکتا ہے جس قاعدہ کی بناء پر حضرت ابن عباس رضؓ نے سورۃ البقرۃ کے عنوان الٓمّٓ کے حروف مقطعات سے اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ کا جملہ اخذ کیا ہے۔ الف اَنَا کا قائم مقام ہے اور لام اللّٰه کا اور میم اعلم کا۔ یعنی میں اللہ سب سے بڑھ کر علم رکھنے والا ہوں۔ اسی طرح ھا قائم مقام ہے وھّاب کا جو مبتدا ہے اور ی قائم مقام ہے یبعث کی جو خبر ہے اور صیغہ مضارع ہے اور عین قائم مقام ہے وعدًا کی اور ص قائم مقام ہے صادقا کا اور یہ آخری جملہ آیت اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا کا مترادف ہے جو سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں ہے۔ علاوہ ازیں سورۂ مریم کے پہلے چار رکوع پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ جملہ کذٰلک الوھّاب یبعث لک ان چار رکوع کے مضمون پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہوتا ہے یا نہیں ـــــ نہ صرف یہی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے بھی اس مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایسا شخص ضرور بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو ازسرنو تازہ کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تصریح سے سورۂ مریم کی آیات بینات کی نہ صرف تصدیق ہی ہوتی ہے بلکہ ایک زائد بات کا بھی علم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اس میں ایک صدی کا عرصہ بھی معین کیا گیا ہے جس کے خاتمہ پر دین اسلام کی تجدید اور آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے مجدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ سورۂ مریم کے عنوان یا اس کی آیات بینات میں بظاہر کسی عرصہ کا تعین نظر نہیں آتا مگر چونکہ واقعات نے اس تعین کی تصدیق کر دی ہے اور ہر صدی کے سر پر کوئی نہ کوئی مجدد مبعوث ہوتا رہا ہے[1] اسلئے آپ کی مذکورہ بالا تصریح

[1] ملاحظہ ہو تفصیل مجددین حجج الکرامہ از صـ۱۳۵ تا صـ۱۳۹۔ اس کتاب کے مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم ہر صدی کے مجدد کا نام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی میں ابھی دس سال باقی ہیں اگر حضرت مہدی اور حضرت مسیح تشریف لائے تو وہ اس صدی کے مجدد اور مجتہد ہوں گے۔ (صـ۱۳۹)

کے متعلق دو صورتوں میں سے ایک صورت یقینی ہے۔ اوّل یہ کہ سورۂ مریم کے نزول کے ساتھ وحی خفی کے ذریعہ سے تفہیماً آپؐ پر یہ انکشاف بھی ہوا کہ یہ وعدہ ہر صدی میں پورا کیا جائیگا یا اس سے علیحدہ آپؐ کو اس امر کا مشاہدہ کروایا گیا ہے۔ بہرحال جونسی بھی صورت ہو اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تصریح سورۂ مریم کے عنوان اور اسکے موضوع کے مطابق ہے اور ہمارے لئے اس لحاظ سے حیرت انگیز اور ایمان افروز ہے کہ آپؐ کا یہ فرمودہ بھی کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی پر اُمّت اسلامیہ کے لئے مجدد بھیجتا رہیگا ہر صدی پر پورا ہوتا رہا۔ اور یہ خبر غیب ایک عالمِ غیب کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

اس موعودہ بعثت کے تعلق میں مندرجہ ذیل باتیں ملاحظہ ہوں جن کا تعلق خاص کر سورۂ کہف والی بشارت سے ہے:۔

(۱) آپؐ نے فرمایا کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ حَکَمًا عَدْلًا یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ ...... الخ یعنی تمہاری کیسی حالت ہوگی (اطاعت کی یا انکار کی) جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارے امام تم میں سے ہوں گے۔ وہ اختلافات مٹانے میں بطور ثالث عادل کے ہوگا۔ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ ایک دوسری متعدد روایت میں یکسر الصلیب و یقتل الدجال مروی ہے بجائے یقتل الخنزیر کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی نہایت مشہور ہے اور متعدد راویوں نے قابلِ اعتبار سندوں سے اسے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے اور صحیح مسلم اور دیگر صحاح ستہ میں بھی۔ یہ تمام روایتیں نزول ابن مریم کے بارے میں متفق ہیں۔ نیز ابن مریم کی غرض بعثت کے متعلق بھی متفق ہیں کہ وہ مسلمانوں کے اختلافات مٹائیگا۔ کسرِ صلیب کریگا اور خنزیر و دجال کو قتل کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ صلیب پرستی اور دجال کا آپس میں تعلق ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ کی یہ پیشگوئی بھی عالمِ غیب کی اصطلاحات سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس کے الفاظ کو ظاہر پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو قرینِ قیاس ہے کہ صلیب توڑنا تو کوئی بڑی مشکل بات نہیں کہ اس کے لئے ایک رسول بھیجا جائے اور نہ خنزیر کا شکار مراد ہو سکتا ہے۔ ایک نبی کو خنزیر کے شکار سے کیا واسطہ؟ اسلئے الفاظ مذکورہ بالا کو عالمِ ملکوت کی مخصوص اصطلاحات کی روشنی میں دیکھنا پڑے گا۔ عالمِ رؤیا میں اگر یہ دیکھا جائے کہ کوئی خنزیر کا گوشت کھا رہا ہے یا خنزیر کی شکل میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص جسے ایسی حالت میں دیکھا گیا ہے عیسائی ہو جائے گا (تعطیر الانام) واقعات نے بھی اس تعبیر کی تصدیق کی ہے۔ غالباً یہ تعبیر اسلئے ٹھیک ہے کہ لحم الخنزیر عیسائی قوم کا من بھاتا کھاجا ہے۔ یا اسلئے کہ بعض صفتوں میں ان دونوں کا اشتراک ہے اور اس مشارکت و مماثلت ہی کی وجہ سے متعدد احادیث میں کبھی یکسر الصلیب و یقتل الدجال اور کبھی یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر آیا ہے اسلئے علمائے سلف میں سے بعض علماء نے حدیث مذکور کے الفاظ کو کسرِ صلیب سے

(۱) ان علماء میں سے قابلِ ذکر علامہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح بخاری ہیں۔ آپ کسرِ صلیب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔ فَتَبَیَّنَ لِی ھٰھُنَا مَعْنًی مِنَ الفیض الالٰہی وھو ان المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصاریٰ (عینی جلد ۵ ص ۵۸۵ طبع مصر)

دین مسیحی کا ابطال اور قتلِ خنزیر سے خنزیر صفت قوموں کی ہلاکت مراد لی ہے انہوں نے غلطی اس کی بندش سمجھا ہے کیونکہ اس عظیم الشان پیشگوئی کو ظاہری الفاظ پر محمول کرنا درحقیقت اس کی عظمت و اہمیت کو گرانا ہے اور عالمِ ملکوت کی اصطلاحات کو بھی نظر انداز کرنا ہے۔

یہ سوال کہ کیا فی الواقعہ آپؐ کو عالمِ غیب میں ہی کوئی ایسا نظارہ دکھایا گیا تھا جس سے آپؐ نے یہ پیشگوئی اخذ کی؟ صحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (جو بہت بڑے پایہ کے راوی ہیں) مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

بینما انا نائمٌ اطوفُ بالکعبۃ فاذا رَجُلٌ سِبْطُ الشعرِ یَنْطُفُ او یُھْرَاقُ رأسُہٗ ماءً قُلْتُ مَنْ ھٰذا قالوا ابنُ مَرْیَمَ ثمّ ذَھَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِیْمٌ اَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأسِ اَعْوَرُ العَیْنِ کَاَنَّ عینہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ۔ قالوا ھٰذا الدجالُ

اَقْرَبُ النَّاسِ بہٖ شَبَھًا ابنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَۃَ۔

یعنی اس اثنا میں کہ میں سویا ہوا بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جس کے بال سیدھے ہیں، سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے جو مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بھاری جسم کا، سر کے بال گھنگھریالے یک چشم۔ اس کی آنکھ ایسی تھی گویا دانہ انگور ہے جو ابھرا ہوا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے شکل میں ابن قطن سے زیادہ مشابہ تھا۔ اور یہ شخص ابن قطن خزاعہ قبیلہ میں سے ایک شخص تھا"

اس روایت کی دوسری سند میں یہ الفاظ ہیں: اَعْوَرُ عَیْنِہِ الْیُمْنٰی۔ یعنی داہنی آنکھ سے کانا۔ اس روایت میں لفظ نائم" بتاتا ہے کہ آپؐ کو ابن مریم اور دجال کا نظارہ خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس حصہ مضمون میں مجھے اس وقت اس امر سے بحث نہیں کہ مسیح ابن مریمؑ فوت ہو گئے یا زندہ ہیں۔ آیا ان کا رفع ان کی روح کا تھا یا جسم کا۔ اور یہ کہ ان کے جسمانی نزول کا آئندہ کوئی امکان ہے یا نہیں۔ اس قسم کی بحث سے میرے موضوع کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مجھے یہ دکھانا اور ثابت کرنا مقصود ہے کہ سورۃ کہف میں ایک بأس شدید اور بشارت کی جو خبرِ غیب دی گئی ہے اور پھر اس تسلسل میں سورۃ مریم کی جو آیات بینات نازل ہوئی ہیں اس عظیم الشان خبر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) یعنی فیض الٰہی سے مجھ پر اس کا یہ مفہوم کھولا گیا ہے کہ کسرِ صلیب سے مراد عیسائیوں کے جھوٹ کا اظہار ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے بھی یہی مفہوم لیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔ "اَیْ یُبْطِلُ دِیْنَ النَّصْرَانِیَّۃِ" (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۵۹) یعنی وہ عیسائی دین کو باطل کر دیگا۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نووی بھی انہیں معنوں کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۲۵۲ و نووی کی شرح مسلم صفحہ ۳)

آئندہ کے واقعات کا عینی مشاہدہ بھی کرایا گیا تھا اور یہ مشاہدہ حق الیقین کا درجہ رکھتا ہے۔ ایسا کامل یقین کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اس بارے میں آپؐ کے الفاظ جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے نقل کئے ہیں یہ ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ
یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا
یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ
یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی
لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ
الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔

یعنی اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قریب ہے کہ ابن مریم حکم عدل ہو کر تم میں نازل ہوں۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ منسوخ کریں گے۔ اور مال پانی کی طرح بہائیں گے۔ یہاں تک کہ اُسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔"

اس روایت کا آخری حصہ ان روایتوں سے ملتا جلتا ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ دجال کے قتل کئے جانے کے بعد دنیا میں کامل امن ہوگا اور یہ کہ زمین سے کہا جائے گا اُگا تو وہ اُگائے گی۔ اور یہ کہ اپنی برکت لوٹا اور ہر چیز میں برکت ہوگی۔ اسی طرح اس روایت کی دوسری سندوں کے الفاظ میں بھی اسی قسم کے تاکیدی حلفیہ الفاظ ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی محض اس خواب والے مشاہدے کی بناء پر ہی نہیں کی گئی بلکہ اس کے علاوہ نزول ابن مریم اور اسکی عظیم الشان مہم کے متعلق وحی الٰہی کی بھی کوئی نہ کوئی واضح تجلی ہے جو آپؐ پر ہوئی۔ بے شک خانہ کعبہ کے طواف اور دجال کی وہاں موجودگی سے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی جا سکتی ہے کہ دجال جو مظہر شیطان ہے جب بیت اللہ کا شیطانی اغراض سے قصد کریگا تو ابن مریم اس کی حفاظت کریں گے اور شریعت اسلامیہ کو جس کا مرکز بیت اللہ ہے قائم کرینگے اور یہ کہ ابن مریم کا یہ طواف حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہوگا کیونکہ آپؐ نے اپنے تئیں بھی خواب میں طواف کرتے پایا۔ آپؐ کے رؤیا کی یہ تعبیر عالم ملکوت کی اصطلاح کی رُو سے نادرست نہیں[1]۔ مگر با ایں ہمہ محض اس تعبیر کی بناء پر نزول ابن مریم کی پیشگوئی اس شدومد اور تفصیل سے کرنا غیر معمولی معلوم ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس رؤیا کے علاوہ اس کیلئے کوئی واضح مشاہدہ یا وحی الٰہی کی کھلی کھلی تجلی نہ ہو۔ سورۂ مریم کی آیات بیّنات اور ان کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے یہ بات یقینی ہے کہ یہی وہ عظیم الشان تجلی وحی ہے جسکی بناء پر ابن مریم کے نزول، کسر صلیب نیز زلزلوں کے برپا ہونے اور جنگوں کے آتش خیز محشر کے متعلق جنمیں مسلمان بھی شریک ہونیوالے ہیں پورے یقین اور وثوق سے خبر دی گئی ہے۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی جو درحقیقت مجموعۂ اخبار غیبیہ ہے اسکی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

[1] شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ تبریزی کی قابلِ قدر تصنیف مشکوٰۃ کا حاشیہ اس تعلق میں ملاحظہ ہو۔ جہاں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رؤیا آپؐ کے مکاشفات میں سے ہے اور ابن مریم کے طواف سے مراد یہ ہے کہ وہ دین میں پیدا شدہ فساد کی اصلاح کریگا اور شریعت کو قائم کریگا جبکہ دجال اس میں بگاڑ پیدا کرنے کا ارادہ کرے گا +

تحقیق اُمّ الالسنہ

یعنی

عربی زبان کے تمام زبانوں کی ماں ہونیکا قطعی ثبوت،

(۱۰)

(از قلم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور)

رفعِ مقلوبیّت

کلید :-

"ولا ترى دهوم المفردات فی تلك الالسن المحارفة المقلوبة۔ الّا قليلاً غير كافٍ للمهمات المطلوبة۔ وان سمعت انها كانت عربية فی اوائل الازمنة ثم مسخت فبدت باقبح الصورة۔ فلذلك تراها منتنةً كالجيفة۔ یعنی تو مفردات کی کثرت کو ان محرّف اور مقلوب زبانوں میں نہیں پائے گا مگر کچھ تھوڑا سا۔ جو مہمات مطلوبہ کیلئے غیر کافی ہے۔ اور تو سُن چکا ہے کہ وہ زبانیں ابتدائے زمانہ میں عربی تھیں پھر مسخ ہو کر ایک نہایت بُری صورت میں ظاہر ہوئیں۔ سو اسی وجہ سے تُو ان کو مُردار کی طرح بدبُودار پاتا ہے۔"

(منن الرحمٰن ص۹)

"یہ اختلاف یونہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبعی قاعدے کے نیچے تھا۔ سو جس قدر قاعدہ نے تقاضا کیا اُسی قدر اختلاف بھی ہُوا۔ غرض جو کچھ مؤثراتِ سماوی ارضی کی وجہ سے انسان کی بناوٹ، خلق یا خیالات کی طبعی رفتار میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ تبدیلی بالضرورت مسلسلہ کلمات میں تبدیلی ڈالتی ہے۔ لہٰذا وہ طبعاً اختلاف پیدا کرنے کے لئے مجبور ہوتی ہیں اور اگر کوئی دوسری زبان کا لفظ ان کی زبان میں پہنچے تو وہ عمداً اُس میں بہت کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں۔" (منن الرحمٰن ص۸)

مندرجہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے کہ تحریف کی ایک قسم مقلوبیت یعنی کسی لفظ کے حروف کا آگے پیچھے ہوجانا ہے جس سے کوئی لفظ اپنی اصلی شکل بدل لیتا ہے یعنی مسخ ہوجاتا ہے اور نیز یہ مقلوبیت اور مسخ ہونا لہجے کی طبعی ساخت کے لحاظ سے مجبوراً بھی ہوتا ہے اور عمداً بھی یہ تبدیلی کی جاتی ہے۔

metathesis یعنی مقلوبیت اہلِ لغت کے نزدیک ایک مسلمہ بگاڑ ہے جو الفاظ میں واقع ہوجاتا ہے اور اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں :۔

(الف) :۔ جہالت اور زبان سے ناواقفیت۔ مثلاً لمحہ سے لحمہ۔ چاقو سے قاچو۔ نسخہ سے تخسہ۔ مطلب سے مطبل ان پڑھ لوگوں کی زبان سے آپ نے سنے ہوں گے۔

(ب) :۔ تصریف یعنی جب کسی اصل لفظ پر سابقے اور لاحقے یا کوئی حرفِ زائد لگایا جاتا ہے تو حروف کی ترتیب اصلی کو ادا کرنے میں زبان تعقید محسوس کرتی ہے۔ اسلئے حروف کی ترتیب بدل جاتی ہے کیونکہ لہجہ قدرتاً سہولت پسند واقع ہوا ہے۔

(ج) :۔ بعض لہجے اس طرح واقع ہوئے ہیں کہ حروفِ حلقی کو شروع کی بجائے اخیر میں ادا کرسکتے ہیں۔ مثلاً قَادَ (رہنمائی کرنا) لاطینی میں Duco ہوگیا ہے۔ اور انگریزی میں Guide صحیح ترتیب پر قائم ہے۔ اسکے برعکس بعض لہجے حرفِ حلقی کو پہلے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً درجہ کی بجائے Grade۔ علیٰ ہذا القیاس مخارج کے لحاظ سے آب وہوا کا فرق حروف کی ترتیب کو بدل دیتا ہے۔ مثلاً حرفِ شفوی حرفِ حلقی سے پہلے ادا ہوجاتا ہے اور نیز اسکے برعکس۔

(د) :۔ ایک زبان کا لفظ جب دوسری زبان میں دخیل ہوتا ہے تو بھی حروف کی ترتیب کو دانستہ یا نادانستہ بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً زنجیر فارسی سے عربی میں دخیل ہوکر جنزیر ہوگیا ہے اور زنگار جنزار بن گیا ہے۔

سنسکرت اور ہندی میں جاکر عربی الفاظ بکثرت مقلوب ہوئے ہیں۔ ایسا ہی انگریزی اور لاطینی میں بھی یہ تغیر اور تحریف بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے۔

(ھ) بعض دفعہ محض تفنن طبع کے لئے کسی لفظ کو مقلوب کرلیا جاتا ہے جیسے Police کی بجائے Slop۔ یا بعض دفعہ تجنیسِ خطی یا التباسِ ہجا سے بچنے کے لئے بھی مقلوبیت سے کام لیا جاتا ہے۔

مقلوبیت کی اور وجوہات بھی ہوسکتی ہیں لیکن مندرجہ بالا وجوہات عمومی اور ظاہر ہیں اور اکثر مسلمہ ہیں اور طبعی مؤثرات یا دانستہ تبدیلی کا نتیجہ ہیں۔

ہم شروع میں کہہ چکے ہیں کہ عربی زبان میں حروف کی ترتیب مقرر اور معین ہے اور یہ ترتیب معانی سے وابستہ ہے یعنی اگر حروف کی ترتیب بدلیگی تو نیا لغت اور نئے معانی پیدا ہوں گے۔ عجمی زبانوں میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔ مثلاً کَرَشَ (سکڑنا) اور شَکَرَ (شکر کرنا) الگ الگ لغت ہیں لیکن کرش مقلوب ہوکر اردو میں سکڑنا بن گیا ہے اور انگریزی میں اس کی مقلوبی شکل یوں ہوئی۔

کرش = Shrink ۔ اور غنّے کا اضافہ ہوکر Shrink بحالیکہ شرک (شریک ہونا) الگ لغت ہے۔

ان امور سے ظاہر ہے کہ مقلوبیت بھی عربی کے

اُمّ الالسنہ ہونے پر ایک بُرہانِ قاطع ہے کیونکہ جب تک حروف اپنی اصلی ترتیب پر نہیں آئیں گے اور تحریف دُور نہیں ہوگی تب تک عربی رُوٹ دستیاب نہیں ہوگا۔ نہ وجہ تسمیہ حاصل ہوگی نہ اشتقاقِ کبیر اور اشتقاقِ اکبر کے لحاظ سے لفظ زیرِ تحقیق اپنے اصلی خاندان میں داخل ہوگا۔ اور جب ہم حروف کی اصلی ترتیب قائم کر دیں گے تو یہ تینوں امور حاصل ہو جائیں گے۔ مثلاً Flex بمعنے مُڑنا لفق (دوہرا کرنا) یا لُوَق (مروڑنا) عربی ترتیب پر آ کر معنے مطلوبہ ادا کرتا ہے اور اگر ہم اسے انگریزی ترتیب پر رہنے دیں تو یہ (فلق بمعنے چیرنا) مروڑنا کے بالکل متضاد معنے دکھاتا ہے۔

اقسامِ مقلوبیت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ الفاظ یا تو فارمولا دفعِ لین کے ماتحت سالم ہوں گے یعنی تین حروفِ صحیحہ پر مبنی ہوں گے یا مکسّر ہوں گے یعنی حروفِ تکسیر (ع ا ہ ح و ی) میں سے ایک یا دو حروف گرے ہوئے ہوں گے۔ اور انہی اصول پر ہماری تحقیق کا دارومدار ہے۔ اسلئے مقلوبیت بھی دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

(الف) مقلوبِ سالم سے مراد وہ عجمی لفظ ہے جس کے تین حروفِ صحیحہ قائم تو ہیں مگر آگے پیچھے ہو گئے ہیں اور ان کو صحیح ترتیب پر لانے سے عربی رُوٹ بحال ہو جائے گا۔ مثلاً اُوپر کی مثالوں میں Flex سے لفق یا لوق۔

(ب) مقلوبِ مکسّر سے مراد وہ عجمی لفظ ہے جس میں دو حروفِ صحیحہ کو آگے پیچھے کر کے پھر ایک حرفِ تکسیر لگانا پڑے۔ مثلاً (صاحب۔ آقا) مقلوب ہو کر Boss ہو گیا ہے اور الف اور حاء گر گئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ o میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ پس اس کے حل کرنے کا یہ قاعدہ ہے یعنی Boss = BS = SB = صَاحِب۔ Kill = KL = LK = ہلاک یا گلا = ق ل = ل ق = خلق وغیرہ

ظاہر ہے کہ مقلوبیت کو دُور کرنا دفعِ مقلوبیت ہماری اصطلاح میں ہے یعنی حروف کو بے ترتیبی سے پاک کرنا اور اصلی ترتیب پر لانا۔ دفعِ مقلوبیت انتقالِ ذہنی پر موقوف ہے اور مشکل امر ہے۔

عربی زبان سے زبانوں کی مغائرت کا ایک سبب مقلوبیت بھی ہے جس کی طرف لوگوں کی نظر نہیں گئی اور مقلوبیت نے عربی الفاظ کا حلیہ بگاڑ کر انہیں غیر متجانس ظاہر کیا لیکن جب یہ بگاڑ دُور ہو جائے تو کل شیئٍ یرجعُ الی اصلہٖ کا اصول صادق آ جاتا ہے۔

اب ہم مقلوبیت کی ہر دو قسموں کی الگ الگ فہرستیں درج ذیل کرتے ہیں جن سے مندرجہ صدر بیانات کی تصدیق و تائید ہو کر عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا ایک اور ثبوت قائم ہوگا۔

نکتہ:۔ ہم نے اُوپر مقلوبیت کی کچھ قسمیں درج کی ہیں لیکن مقلوبیت ہمارے پیش کردہ ہر ایک فارمولے پر حاوی ہے۔ مثلاً فارمولا دفعِ زوائد میں بھی مقلوبیت اثر انداز ہے۔ جیسے Crust میں t زائد ہے اور CSR = CRS = قشر۔ گویا Crust مقلوبِ سالم لفظ ہے لیکن t کو دُور کرنے کے بعد۔ علیٰ ہذا القیاس مقلوبیت ہر ایک فارمولے اور اس کی تحتی اقسام میں پائی جانی ممکن ہے۔

پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ ایک ہی زبان میں مقلوب حالت میں بھی پایا جاتا ہے اور درست حالت میں بھی۔ یا یہ کہ ایک

زبان میں مقلوب حالت میں ہے اور دوسری زبان میں راست حالت میں۔ بہرحال مقلوبیت دُور کرنے سے عربی روٹ مع وجہ تسمیہ و اشتقاقِ کبیر دستیاب ہوتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک جزیرے میں لوگ اوندھے مُنہ چلتے ہوں تو وہ انسان نما حیوان یا بن مانس اور لنگور معلوم ہوں گے لیکن جب اُنہیں سیدھا کر دیا جائے تو انسان معلوم ہوں گے :۔

اَفَمَن یَمشی مُکِبًّا عَلٰی وَجھِہٖ اَھدٰی

اَمَّن یَمشی سَوِیًّا عَلٰی صِراطٍ مُستقیم۔

پس غیر زبانوں میں جو عربی الفاظ مُکِبًّا علٰی وجھہ ہیں انہیں ہم سویًّا علٰی صراطٍ مستقیم پر لائیں گے۔

لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ عجمی زبانیں چونکہ مفردات کا نظام نہیں رکھتیں اور انہیں ضرورتاً مرکب الفاظ اختراع کرنے پڑتے ہیں۔ یا مفرد الفاظ پر ہی گرامر، سابقے اور لاحقے پیوست کرتی ہے۔ اسلئے جب ایک لفظ دو اجزاء پر مبنی ہوتا ہے تو حروف کی ترتیب اکثر آگے پیچھے ہو جاتی ہے اور یہ اسلئے ہوتا ہے کہ حروف کی صحیح ترتیب قائم رکھنے سے زبان میں گرہ پڑتی ہے۔ یا یوں کہو کہ تعقید واقع ہوتی ہے۔ اور مقلوبیت کے ذریعہ سے لہجے میں سہولت اور صفائی یا روانی اور انسجام پیدا ہوتا ہے کیونکہ لہجہ قدرتاً سہولت پسند واقع ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ عجمی زبانوں کا مرکب الفاظ پر مشتمل ہونا یا الفاظ پر سابقوں اور لاحقوں کا عائد ہونا بھی مقلوبیت کی بڑی وجہ ہے۔ اسی لحاظ سے عجمی زبانوں میں مقلوبیت بہت ہی کثیر پائی جاتی ہے جس کا عام آدمی اندازہ بھی مشکل سے کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے جس سے الفاظ کا عربی مآخذ بظاہر نظر نہیں آتا۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر امثلہ ذیل کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اگر آپ غور کریں گے تو ہر مقلوب لفظ میں وجوہات مندرجہ صدر میں سے کوئی نہ کوئی وجہ پائی جائے گی۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر لفظ کی مقلوبیت کی وجہ فرداً فرداً بیان کریں بلکہ اس امر کو قاری کے ذوق پر چھوڑ دینا انسب و اعلیٰ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ صدر عبارات ظاہر کر رہی ہیں کہ مقلوبیت بھی عربی زبان سے غیر زبانوں کی مغائرت کا ایک سبب ہے۔

مقلوبِ سالم

ذیل کے الفاظ میں حروفِ صحیحہ کی ترتیب کو درست کرنے سے عربی ماخذ بحال ہو گیا ہے اور یہ سالم الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں اِن الفاظ میں ایک نہایت قابلِ غور بات ہے اور وہ یہ کہ حرفِ حلقی یا حرفِ ثقیل کو لہجے نے لازماً شروع کی بجائے آخر میں ادا کیا ہے۔ اور اس میں سہولت اور انسجام محسوس کیا ہے۔

(۱)

Peak = KP - قُمَّة - چوٹی

Apex = KP - " "

Arges = سفید GR - غَرّ - سفید ہونا }
گورا = GR - " " }

Lack = KL - قِلَّة - کمی

Leak = KL - خَلَّ - چھیدنا

Dreg = تلچھٹ GDR - غُدرہ - باقی ماندہ

Trick = KTR - خَتَر - دھوکا دینا

Trickle = KTR - قَطَر - ٹپکنا

Dark = KDR - خدر - اندھیرا

Bark = KRB - قرف - چھال (B/F)

Drake سانپ = KDR - قُداد - سانپ

Prick = PKR - فقر - سوراخ کرنا

Punc-ture = NCP - نقب - چھیدنا (P/B)

Dirge گیت = GRD - غرد - گانا

(اس کا ڈوٹ دراصل انگریزی والوں کو نہیں ملا)

ruga جُھری = GR - غر - سلوٹ

Peak[3] اوندھا ہونا = KP - کب - اوندھا ہونا

Pug پنجہ = GP - کف - پنجہ

Sarco طعن کرنا = CRS - قرص - دُکھ دہ الفاظ بولنا۔ بدنام کرنا۔

Seek = KS - قس - تلاش کرنا۔

Ask = KS - " " "

Skip کُودنا = KPS - قفز - کُودنا

Skip پنجرا = KPS - قفص - پنجرا

Torch = CHRT - قِراط - چراغ کا شعلہ

Smock قمیص = KMS - قمیص

frag-rant = FGR - فاغرہ - خوشبو

Plug = GLP - قلف - درزیں بند کرنا۔ قلفہ چھال

Rollick عیش کرنا = KRL - اغرل - آسودہ زندگی

(اس کا ڈوٹ انگریزی والوں کو نہیں ملا)

Tega ڈھانکنا = GTA - غطا - ڈھانکنا

ڈھکنا = DK = KD = KT = غطا (D/T)

اب مندرجہ بالا تمام الفاظ پر دوبارہ یکجائی نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ K یا G عربی میں پہلا حرف ہے جو انگریزی میں آخر میں ادا ہوا ہے۔

(۲)

مندرجہ ذیل الفاظ میں حرفِ حلقی یا حرفِ ثقیل اپنا اصل مقام چھوڑ کر شروع میں ادا کرنا نیچے کو سہل معلوم ہوا ہے گویا (۱) کے برعکس یہ مقلوبیت ہے۔

Crave = RCV - رغب فی - عاجزی سے مانگنا۔ التجا کرنا

Cliff ٹیلہ = FLC - فلک - ٹیلہ

gulf نگلنا = LGP - لقف - نگلنا

Grue کانپنا = RG - رجّ - کانپنا

Grade = DRG - درجہ

Glace برف = CLG - ثلج - برف

Glass = SLG - زلقہ - آئینہ

(اس کا ڈوٹ دراصل انگریزی والوں کو نہیں ملا)

Gloss = SLG - ذلق - روشن ہونا

Glide = DLG - دلق - زور سے بہنا

Glib = LBG - لبق - نرم خو ہونا

Glue = LG - علک - گوند

Gnu بیل نما چوپایہ = NG - نعجہ - جنگلی گائے

Gris-ly کانپنا = RGS - رجز - کانپنے کی بیماری

Grame چراگاہ = MRG - مرج - سبزہ زار

Grume ڈھیر = RGM - رُکام - ڈھیر

غور کریں کہ ہر انگریزی لفظ کا پہلا حرف G یا K ہے لیکن عربی لفظ میں یہ اکثر لام کلمہ ہے۔

(۳)

مندرجہ ذیل الفاظ میں لہجے نے حروف کو آگے پیچھے کر دیا ہے۔

گریوہ ۔ ٹیلہ = RQV ۔ رقوہ ۔ ٹیلہ

نرم = MRN ۔ مِرن ۔ نرم ہونا

گدگدانا = DGDG ۔ دغدغ ۔ گدگدانا

مسلنا = LSM ۔ لَسْم ۔ روندنا

ڈنگ ۔ NDG ۔ ندغ ۔ ڈسنا

پنکھ = KNP ۔ کنف ۔ پرندے کا بازو

help = LHP ۔ لاحَف ۔ مدد کرنا

miser = SMR ۔ صَمَر ۔ بخیل ہونا

dally = دَلّ ۔ ناز کرنا

لاڈ = DL ۔ دَلّ ۔ ناز کرنا

lead = DL ۔ دَلّ ۔ رہنمائی کرنا

Trudge ۔ مشکل سے چلنا = RTG ۔ رَتَج چلنے لگنا (بچہ)

یعنی بچے کی طرح بمشکل چلنا ۔ (اس کا روٹ انگریزی والوں کو نہیں ملا۔

مقلوبِ مکسّر

(۴)

مندرجہ ذیل الفاظ میں واول گرا کر دو حروفِ صحیحہ باقی رہتے ہیں۔ اُن کی ترتیب درست کر کے ایک حرفِ تکسیر زائد کرنا پڑتا ہے اسلئے ان کا نام مقلوبِ مکسّر ہے۔ عربی لفظ کو اُلٹا کر پڑھو تو بھی لفظ ہوگا۔ مثلاً

fox = عُقعف ۔ لومڑی

Glue = عِلک ۔ گوند

Back = عَقب ۔ پیچھے

Boss = صاحب ۔ حاکم ۔ گورنر

Vine = (Bine) = عِنب ۔ انگور

Wine = (Bine) = عِنبہ ۔ شراب

نحَب ۔ چلا کر رونا = بَین ۔ وَین

اسی طریق پر آپ مندرجہ ذیل الفاظ کو اُلٹا کر پڑھینگے تو یہ فارمولا بخوبی سمجھ میں آجائے گا۔ اُلٹا پڑھنے کی صورت میں حروفِ تکسیر ضرور گر جائیں گے۔

Borough ۔ محلّہ = RB = اربعہ ۔ ربہ ۔ رحبہ محلّہ۔

Col ۔ دلدل = BC = بُقعہ ۔ دلدل

Bog ۔ دلدل = BG = " "

Coil = LC = لَاخ ۔ پیچیدہ ہونا

Lock = LK = " "

Littus ۔ کنارہ = TL = طلع ۔ کنارہ

Moan = NM ۔ نامَ ۔ گریہ وزاری کرنا

Munus ۔ دینا = NM ۔ نَعَم ۔ دینا

Cud = DC ۔ دَسَع ۔ جگالی کرنا

Dick ۔ تصدیق کرنا = KD ۔ اکدَ ۔ تصدیق کرنا

ferry ۔ لیجانا = RF ۔ رَفع ۔ اُٹھا کر لیجانا

Face = CF ۔ صُفح ۔ رُخسار

Gale ۔ ندار ہونا = LG = ل ۔ ق = لواقح ۔ بارش لانے والی ہوا۔

Meli ۔ شہد = LM ۔ لَعَم ۔ لُعاب (کیونکہ شہد مکھی کا لُعاب ہوتا ہے)

Kill = LK - هَلَكَ - ہلاک کرنا
Mail = LM = لَامَہ - زرہ (اس کا روٹ غلط دیا ہے)
Make = KM - قوام - نظام
match = CHM = ق - م = قَاوَم - مقابلہ کرنا۔
K = CH - برابر ہونا
Mero - ٹکڑا = RM - رُمَّہ - ٹکڑا
Mole = LM - لُمعہ - داغ - نشان
Moon[2] - سونا = NM - نَامَ - سونا
Mouse = SM = شِیام - چوہا
موش = SHM = " "
Muse - خیال کرنا = SM - زَعَم - خیال کرنا
Orb - چھلا = BR - بُرۃ - چھلا - حلقہ دار چیز
Pity = TP = عَطَف - رحم - ہمدردی
Put[4] - بے وقوف = TP - تفہ - بے وقوف
deca = CD - عَقد - دہائی
Pick = KP = قَفا - مخصوص کرنا - ترجیح دینا
Rodes - چکر لگانا = DR - دَار - گھومنا
Run = NR = نَارَ - دوڑنا
Sin = NS - جِنت - گناہ
Veil = LV = لَوِی - چھپانا
Wrestle = RS(L) = SR = صَارَعَ - کشتی لڑنا
Lean - دُبلا = NL = نَحِلَ - دُبلا ہونا۔
نَحِیل - دُبلا
Lean - جُھکنا = LN - لَحَنَ - جُھکنا
Leniant = LN - لَانَ - نرم ہونا

لمّا - لمبا - LM(B) = ML = ملیح - لمبا - طویل
سر = RS - رأس - سر
وَسنا = SV - ثَوَی - اقامت کرنا
تاگا = GT - خیط - تاگا
ٹانکنا = KT = T(N)K - خَاطَ - سینا
میغ = GM - غیم - بادل
بچّہ = BCH = CHB - صبی - بچّہ CH/S
کالا = LK = حَلَکَ - سیاہ ہونا
کالا (سامان) = LK = عُلقہ - سامان
چھیننا = CHN = NCH - نَتَشَ - چھیننا CH/SH
Snatch = (S) NCH = NCH - نَتَشَ - چھیننا CH/SH
بستن = BS = SB = عَصَب - باندھنا

(۵)

مندرجہ ذیل الفاظ میں آخری حرف زائد ہے۔ اسے چھوڑ کر باقی حروف صحیح کو درست کیا گیا ہے۔

Fold = FL = LF - لَفّ - لپیٹنا
لپیٹنا = LP(T) = " "
wrap = RP = LP = " " R/L
Dragon = GDR(N) - قُدار - سانپ
Crimp = MRC(P) = دبانا - مَرَص - چٹکی سے دبانا
Crypt چھپانا = CPR(T) - کَفَر - چھپانا
Cover = CVR = " "
Crevix گردن = RCV(X) - رَقَبہ - گردن

غرضیکہ امثلہ مذکورہ بالا میں کئی جہات سے مقلوبیت کی نشانیں دکھائی گئی ہیں۔

مقلوبیت کی ایک اور قسم ابھی باقی ہے جو آئندہ بیان ہوگی۔ تلک مائۃ و امثالہا کثیرۃ جداً۔

(۶)

گزر چکا ہے کہ عربی زبان میں حروف کی ترتیب بجائے خود ایک تاثیر رکھتی ہے۔ مثلاً (د+ن) میں پستی ہے اور (ن+د) میں اسکے برعکس فراخی اور عُلوّ ہے۔ اس لحاظ سے امثلۂ ذیل پر غور کریں:۔

(۱) Daunt = DN(T) = ND ۔ نَدَہ ۔ دھمکانا یعنی بلند آواز سے اور زور سے بولنا۔ ہندی میں بھی ڈانٹنا یہی لفظ ہے۔

(۲) دان = DN = ND ۔ نَدا سخی ہونا۔ نَدِی۔ فیاض (یعنی دانی) donate = DN = ND = نَدَا سخی ہونا

دونوں مندرجہ بالا الفاظ سنسکرت اور انگریزی میں مشترک ہیں۔ جو شخص انہیں دیکھیگا سنسکرت اور انگریزی کے اشتراک کا قائل ہوگا لیکن ان دونوں میں (د+ن) حروف کی ترتیب ہے اور معنی بلندی پر مبنی ہیں اسلئے انہیں مقلوب کرنیسے عربی حروف کی تاثیر بحال ہوتی ہے اور جس محقق نے یہ قدم آگے نہیں بڑھایا وہ منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکا۔

(۳) دھن سنسکرت میں مویشی اور دولت کو کہتے ہیں جو فراخی کو چاہتا ہے اسلئے

دھن = DN = ND = نَدَاۃ ۔ مویشی یا دولت کی کثرت۔

نکتہ:۔ ابتدائے تمدن میں سونا چاندی اور سکے معیارِ دولت نہ تھے بلکہ مویشی اور ریوڑ دولت کا معیار تھا اسلئے یہ لفظ دھن مقلوب ہے نَدَاۃ کا۔ اسی طرح pecuniary کا روٹ pecu یعنی سنسکرت لفظ پسُو یا پشو بمعنی مویشی یا چوپایہ ہے جو کہ عربی لفظ ہے۔ (فَشَا ۔ مویشیوں کی زیادتی۔ افشی۔ بہت ریوڑ والا ہونا) اسی طرح money کے معنے ہیں تبادلہ کرنیکا ذریعہ مثلاً مویشی وغیرہ" جو کہ مقلوب ہے (نَعَم ۔ دولت ۔ مویشی) کا

غرضیکہ دھن اور pecuniary اور money تینوں الفاظ ابتدائے تمدن میں مویشی کی کثرت یعنی مال و دولت کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ فتدبّر!

(۴) تھن = TN = NT = ND (D کا بدل T ہے۔ نَہَد اُبھرنا۔ اسلئے نَہْد ۔ پستان حروف کی صحیح ترتیب سے ماخذ معہ وجہ تسمیہ ملتا ہے۔

(۵) down = نیچے = دُون ۔ نیچے ۔ پست
down ۔ ٹیلہ = ND ۔ نَد ۔ ٹیلہ
dune ۔ ریت کا ٹیلہ = ND ۔ نَہْد بلند ریت کا ٹیلہ
دُوْن (فارسی) کمینہ = دَنِیْ ۔ کمینہ۔
(دیکھو عربی ترتیبِ حروف قاعدے کے ماتحت ہے)

(۶) ڈونڈی اور ڈونڈی ہندی یا سنسکرت میں منادی کو کہتے ہیں جو وسعت اور بلندی کو چاہتے ہیں۔ پس

DN(D) = ND ۔ نَادَی ۔ پکارنا ۔ بلانا
DN(R) = اعلان کرنا ۔ نَدِی ۔ گونجنا

(D حرفِ مکرر ہے اور R حرفِ صوت ہے)

حروف کی ترتیب و تاثیر امثلۂ مذکورہ میں بہت تدبّر کے قابل ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ سنسکرت یا کسی اور زبان کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ترتیبِ حروف میں حکمت مرکوز ہے+ واختلاف السنتکم والوانکم انّ فی ذٰلک لاٰیٰت للعٰلمین۔

دستوری سفارشات کے متعلق علماء کی ترمیمات پر تبصرہ

آج کل پھر جماعتِ اسلامی کی طرف سے "دستوری سفارشات" کے بارے میں پاکستان میں نیا پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور خصوصیت سے اُن "ترمیمات" پر فخر کیا جا رہا ہے جو کراچی میں علماء کے ایک اجتماع نے پیش کی تھیں۔ ان ترمیمات میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ چونکہ پہلی علماء کی یہ ترمیمیں اور ان کا بیان "اسلامی جماعت" کے اخبار کوثر ۲۳ جنوری ۵۳ء میں شائع ہوئی تھیں۔ ہم ذیل میں ان ترمیموں پر تبصرہ شائع کرتے ہیں تاکہ سوچنے والے غور و تدبر سے کام لے کر منصفانہ رائے قائم کر سکیں۔

(ادارہ)

علماء اکتیس ۳۱ تھے یا تینتیس ۳۳ ؟

بیان کے شروع میں لکھا ہے کہ:-

"جنوری ۵۱ء میں تمام اسلامی فرقوں اور گروہوں کے علماء کا جو اجتماع دستورِ اسلامی کے مسائل پر غور کرنے کے لئے کراچی میں منعقد ہوا تھا اس کے مرتب کردہ ۲۲ اصول اسلامی مملکت کے بنیادی اصول کے نام سے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔"

پھر موجودہ آخری اجتماع ۱۱ تا ۱۸ جنوری ۵۳ء کے ذکر پر لکھا ہے کہ:-

"اس میں شرکت کے لئے انہیں اصحاب کو دعوت دی گئی جو ۱۹۵۱ء کے اجتماع میں مدعو تھے۔"

لیکن ۱۹۵۱ء میں ۲۲ اصولِ موضوعہ کو "پاکستان کے ۳۱ علماء کا متفقہ فیصلہ" کے زیرِ عنوان شائع کیا گیا تھا اور دیباچہ میں ان اصول کے واضعین کے متعلق "مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے فرقوں کے اکابر علماء" کے الفاظ استعمال ہوئے تھے مگر ترمیمات والے تازہ اجتماع کو "تینتیس ۳۳ علماء" کا اجتماع قرار دیا گیا ہے۔ (کوثر ۲۵ جنوری)

اب سوال یہ ہے کہ ۵۱ء والے علماء کو ہی ۵۳ء والے اجتماع کے لئے مدعو کیا گیا تھا تو وہ ۳۱ کی بجائے ۳۳ کس طرح ہو گئے؟ یا تو یہ غلط ہے کہ جنوری ۵۳ء والے اجتماع میں صرف ان کو ہی بلایا گیا تھا جو جنوری ۵۱ء والے اجتماع میں شامل تھے اور یا پھر ۳۳ کی تعداد غلط ہے۔ ہاں ایک صورت ممکن ہے کہ ترمیمی اجتماع میں "دو اکابر علماء" بن بلائے زبردستی شامل ہو گئے ہوں۔ بہرحال اس ۳۱ اور ۳۳ کے معمے کو کوئی عالم صاحب ہی حل فرمائیں گے ہمارے نزدیک علماء کے ۳۲ یا ۳۳ ہزار ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سوال صرف اس خلاف بیانی کا ہے جو علماء نے کی ہے۔ در اصل بیان میں یہ فقرہ ان بے شمار علماء کے منہ بند کرنے کے لئے بڑھایا گیا ہے جو کراچی کے اجتماع میں شمولیت کے لئے مقامِ اجتماع کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے لیکن بیان لکھتے وقت ...... علماء بھول گئے کہ ۵۱ء میں تو ہم نے "اکتیس ۳۱ علماء کا متفقہ فیصلہ" شائع کیا تھا۔

فرقہ بندی خلافِ اسلام ہے اور اسکے ذمہ دار علماء ہیں!

"مسلمانوں کے بڑے بڑے فرقوں کے اکابر علماء"

اسلامی سلطنت کا دستور وضع کرنے لگے ہیں۔ نیز وہ بڑے کرّوفر سے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دستوری سفارشات پر ترمیمیں کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں مگر ان اکابر میں سے کوئی بھی غور نہیں کرتا کہ ان کی یہ فرقہ بندی کہاں تک قرآن مجید کے مطابق ہے؟ اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا ہے۔ ولا تکونوا کالذین تفرّقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البیّنٰت واولٰئک لھم عذاب عظیم۔ (آل عمران) کہ اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور کھلی بیّنات کے باوجود اختلاف کرتے تھے۔ ایسوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لیکر وصیت فرمائی ہے ان اقیموا الدّین ولا تتفرّقوا فیہ (الشوریٰ) کہ دین کو قائم کرو اور اس بارے میں کوئی فرقہ بندی اختیار نہ کرو۔ ایک تیسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔ انّ الذین فرّقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیءٍ انّما امرھم الی اللہ ثمّ ینبّئھم بما کانوا یفعلون (الانعام) کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اے پیغمبر! تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ وہ ان کو ان کی کرتوتوں سے خود آگاہ کرے گا۔

اِن تین آیاتِ قرآنیہ میں فرقہ بندی کی شدید مذمت کی گئی ہے بلکہ فرقہ بندی کو غیر اسلامی قرار دیا گیا ہے فرقے بنانے والوں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیزاری کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ "اکابر علماء" جنہوں نے قرآن مجید کی صریح نصوص کے خلاف محض اپنے آپ کو اکابر ثابت کرنے کے لئے اُمت میں فرقے قائم کر رکھے ہیں اور مسلمانوں کو تقسیم کر رکھا ہے وہ اِس بات کا کیا حق رکھتے ہیں کہ اسلام کے نام پر دستور بنائیں؟ ان کی اِس شدید فرقہ بندی سے دو باتوں میں سے ایک بات ضرور واضح ہے۔ (۱) یا تو یہ "علماء" اپنی ناسمجھی اور کتاب الٰہی کی نافہمی کے باعث اختلاف کر رہے ہیں۔ اِس صورت میں انہیں مجرم تو نہیں سمجھا جائے گا مگر ایسے نااہلوں کو قرآن مجید کے نام پر دستور بنانے کا حق نہیں ہو سکتا۔ (۲) یہ علماء فہم رکھنے کے باوجود اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقے بنا رہے ہیں۔ اِس صورت میں بھی یہ اسلام کے نام پر دستور بنانے کے اہل نہیں بلکہ مجرم اور کتاب اللہ کے باغی قرار پاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ علماء خدا ترسی سے کام لیتے تو اُمت کی یہ زبوں حالت نہ ہوتی اور مسلمانوں کے یہ فرقے نہ ہوتے۔ لیکن اِس صورت میں اِن "اکابر علماء" کو بڑے بڑے فرقوں کے "مستند اور جیّد عالم" ہونے کا شرف کیونکر حاصل ہوتا؟ بہرحال مسلمانوں کی فرقہ بندی کی ساری ذمہ داری اکابر علماء کے سر ہے اور اِس غیر اسلامی اور خلافِ قرآن جُرم کے ارتکاب کا بوجھ ظالم مولویوں کی گردن پر ہے۔ اگر یہ لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اِس سیاہ دھبے کو دھوئیں اور فرقوں کو ختم کر کے اپنا علاج کریں۔ پس میں اِن بیمار معالجوں سے کہتا ہوں کہ پہلے اپنا علاج کرو اور پھر کسی اور کے علاج کا دعویٰ کرو۔

مسلمان کی دستوری تعریف اور علماء

میں نے علماء کے بائیس ۲۲ اصولِ موضوعہ بھی پڑھے، ان کی تازہ ترمیمیں بھی پڑھیں - ان میں اور بہت سی رطب و یابس باتیں موجود ہیں مگر ایک بنیادی چیز ہر جگہ "عمداً" نظر انداز کی گئی ہے اور وہ ہے مسلمان کی دستوری تعریف - کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ "اکابر علماء" قرآن و سنت کے نام پر اسلامی حکومت کا دستور بنائیں مگر اس میں مسلمان کی تعریف ہی بیان نہ کریں - آخر بات کیا ہے کہ علماء نے اپنے دستور میں "قادیانیوں" کی تعریف بیان کرنے کا تکلف فرما لیا ہے مگر اسلامی دستور میں مسلمان کی تعریف ندارد ہے؟ کیا یہ سہواً رہ گئی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں - اکابر علمائے سلف کے کرتا دھرتا آجکل مودودی صاحب ہیں - ان سے دستور کے ضمن میں جولائی ۵۲ء میں جو سرسری سی ملاقات اور گفتگو ہم نے کی تھی اس میں انہیں اچھی طرح سے اس طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ جب تک دستور میں مسلمان کی تعریف نہ کر دی جائے کسی پاکستانی کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا - اور مسلمان کی دستوری تعریف کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث من صلّی صلاتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ بھی ان کے سامنے پیش کر دی گئی تھی - اور عقلاً بھی معقول نہیں کہ مسلمان کی دستوری تعریف کا سوال اکابر علماء کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو اسلئے اس پردہ داری کا کوئی اور ہی سبب ہے ؎

بے خودی بے سبب نہیں، غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اصل بات یہ ہے کہ علماء کے سامنے دو گونہ مشکل تھی - اگر وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تعریفِ مسلمان کو قبول کر کے اسے دستور میں شامل کر دیتے تو اس کے رُو سے "قادیانی" "مسلمان" قرار پاتے تھے اور یہ امر حضرات علماء کیلئے اس دور میں ناقابلِ قبول تھا اور اگر علماء اپنی خود ساختہ تعریف کو دستور کا جزء بناتے تو ان میں سے اکثر کو بلکہ سب کو غیر مسلم قرار دینا پڑتا تھا جیسا کہ وہ پہلے سب ایک دوسرے پر فتویٰ دے چکے ہیں - اس دو دھاری تلوار سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ان مولوی صاحبان کے پاس تھا اور وہ یہ کہ دستور میں مسلمان کی تعریف ہی درج نہ کریں حالانکہ دستور میں مسلمان کی تعریف ایک بنیادی چیز ہے - علماء نے اپنے اصولِ موضوعہ میں پاکستان کے مسلم اور غیر مسلم باشندوں کے حقوق متعین کئے ہیں - ان حقوق سے استفادہ کے لئے بنیادی بات یہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جزوِ دستور ہوتی -

ہم نے اوپر علماء کی جس مشکل کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ایک حقیقی اور اصلی مشکل ہے - اگر کسی کا خیال ہو کہ ہم اپنے بیان میں علماء کی طرف ناواجب بات منسوب کر رہے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ وہ علماء سے دستوری زبان میں مسلمان کی ایسی تعریف شائع کروا دے جس تعریف کے لئے قرآن مجید یا سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سند موجود ہو - ہمیں یقین ہے کہ علماء اس مرحلہ پر کبھی بھی مسلمان کی دستوری تعریف شائع نہیں کریں گے - کیونکہ ایسا کرنے کے ساتھ ہی ان کا وہ طلسم باطل ہو جائے گا جو آجکل وہ حکومت کو کھوکھلا کرنے کے لئے عوام پر چلا رہے ہیں -

پاکستان نام میں ترمیم اور اسکی دلیل

علماء صاحبان لکھتے

گیا :-

"پیراگراف ۹ - اس دفعہ کی شق (۱) میں مملکت کا نام صرف پاکستان تجویز کیا گیا ہے ہمارے نزدیک یہ کافی نہیں ہے۔ اس کی بجائے مملکت کا نام "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" ہونا چاہیئے۔ اس نام پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی موجودگی اسے جمہوریہ کہنے میں مانع ہے۔ آخر جب روس میں کثیر التعداد غیر اشتراکیوں کی موجودگی جمہوریہ روس کو اشتراکی جمہوریہ کہنے میں مانع نہیں ہے تو پاکستان میں غیر مسلموں کی موجودگی اسے اسلامی جمہوریہ کہنے میں کیوں مانع ہو۔"

قارئین کرام! آپ علماء کرام کی دلیل کی پختگی اور اس کی شرعی سند پر ذرا غور فرمایئے۔ اشتراکی جمہوریہ کے لفظ سے بڑھ کر اور کس نص کی ضرورت تھی۔ اشتراکی اگر غلط تعبیر کریں اور غلط نام رکھ لیں تو ہم کیوں ان کی نقل نہ کریں اور یہ ساری نقل بازی جمہوریہ اسلامیہ نام کی خاطر ہے۔ ہمارے نزدیک پاکستان کا نام اپنی ذات میں "جمہوریہ اسلامیہ" کے مفہوم سے زیادہ وسیع اور موزوں تر ہے۔ الارض المقدسہ یعنی پاکستان اگر اسم بامسمّٰی بن جائے تو سب چیزیں اس میں داخل ہیں مگر یہ بات عمل سے تعلق رکھتی ہے نام کی سستی شہرت کی طرح نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ علماء کو اپنی ترمیم کی تائید میں روس کی استبدادیت کے سوا کوئی اور دلیل میسر نہیں آئی۔ اگر غیر مسلم کہیں کہ روس کی برسراقتدار پارٹی تو باقی لوگوں کو نظر انداز کر رہی ہے اور ان کی باتوں کو سننے کی روادار نہیں تو کیا پاکستان کو بھی اسی طرز کا جمہوریہ اسلامیہ قرار دیا جارہا ہے اور کیا یہاں کی غیر مسلم اقلیتوں کو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا اور یہاں بھی ان کی بات کو سننا گوارا نہ کیا جائے گا؟ فرمایئے اس صورت میں یہ ترمیم کچھ مفید ہو سکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس سے فائدہ تو شاید کوئی نہ ہو البتہ اس سے ملک کی فضا میں بعض ناخوشگوار خیالات کے پنپنے کا موقع پیدا ہو سکتا ہے۔ پاکستان کا لفظ بڑی جامعیت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہے۔

قرآن و سنّت میں ہر فرقہ کا تفسیری اختلاف گوارا ہے

علماء نے اپنے "متفقہ فیصلہ" مطبوعہ جنوری ۱۹۵۱ء میں نمبر ۹ پر لکھا تھا کہ :-

"مسلّمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی ہوگی۔ انہیں اپنے پیرووں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے۔ اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں۔"

اب بسلسلہ ترمیمات علماء صاحبان نے لکھا ہے کہ :-

"قرآن پاک اور سنّت کے وہ احکام جو قانونی صورت میں نافذ کئے جا سکتے ہیں اُن کی تدوین و تنفیذ کے لئے مناسب کارروائی کی جائے۔ البتہ کوئی قانون جو مسلمانوں کے شخصی معاملات سے متعلق ہو ہر فرقہ کے لئے کتاب و

سُنت کے اِس مفہوم کی روشنی میں بنایا جائیگا جو اس کے نزدیک مسلّم ہو۔ اور کوئی فرقہ دوسرے فرقے کی تعبیر کا پابند نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے گا جس سے کسی فرقہ کے مراسم و فرائض میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو"

(کوثر ۲۰ جنوری ۵۳ء)

"متفقہ فیصلہ" کی رُو سے "اسلامی فرقے" دو قسموں میں منقسم تھے۔ (۱) مسلّمہ اسلامی فرقے۔ (۲) غیر مسلّمہ اسلامی فرقے۔ علماء صاحبان نے ان اسلامی فرقوں کو تو اپنے فیصلہ میں ہر طرح کی آزادی عطا فرمائی ہے جو اُن کے مسلّمہ تھے۔ لیکن اُن اسلامی فرقوں کی آزادی کا ذکر نہیں فرمایا جو اُن کے نزدیک مسلّم نہ تھے۔ یہ ابہام ہی علماء کے "متفقہ فیصلہ" پر کافی بدنما داغ تھا کہ اب انہوں نے اپنی ترمیم میں قرآن و سُنت کے احکام کی دو قسمیں کر دی ہیں۔ (۱) وہ احکام جو قانونی صورت میں نافذ کئے جا سکتے ہیں۔ (۲) وہ احکام جو قانونی صورت میں نافذ نہیں کئے جا سکتے۔ اور پھر "تدوین و تنفیذ کے لئے مناسب کارروائی" کا تعلق صرف قسم اوّل کے احکام سے قرار دیا ہے۔ ترمیم کے آخری حصہ میں "مسلّمہ اسلامی فرقوں" کی بجائے "مسلمانوں کا ہر فرقہ" عمومیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیا اب مسلّمہ اور غیر مسلّمہ کا سوال نہیں رہا یا اِس تقسیم کو غیر معقول سمجھ کر ترک کیا جا رہا ہے؟ بہر حال اب ہر فرقہ کے لئے قرآن و سُنت کی وہی تعبیر، وہی مفہوم اور وہی معنے ہوں گے جو اس فرقہ کے لوگ مانتے ہیں اور ہر فرقہ اپنی تشریح اور تفسیر کے مطابق عقائد رکھ سکتا ہے۔ اپنے مراسم اور فرائض ادا کر سکتا ہے۔ گویا خلاصہ یہ ہے کہ نام کے رُو سے کتاب و سُنت کا ذکر ہوگا۔ باقی عقائد و اعمال اور مراسم میں اپنا اپنا طور و طریقہ ہوگا۔ قرآن و سُنت کی علیحدہ علیحدہ تشریح اور تعبیر کرنے کا ہر فرقہ کو اختیار رہوگا۔

اگر ذرہ بھی خدا ترسی سے کام لیا جائے تو اس صورت میں جماعت احمدیہ سے پرخاش کی کیا وجہ باقی رہ جاتی ہے۔ کیا احمدیوں کا باقی فرقوں سے تعبیر اور تفسیر کے سوا کوئی اور اختلاف ہے؟ احمدیت پر پچاس سال گذر چکے ہیں کیا احمدی قرآن و سُنت کا انکار کرتے ہیں؟ کیا احمدیوں نے دُنیا میں قرآن و سُنت کی اشاعت میں وہ حصّہ نہیں لیا جو دوست دشمن سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اب دو ہی باتیں احمدیوں کے خلاف حکومتی دباؤ ڈالنے اور عوام کو مشتعل کر کے ان کا محاذ قائم کرنے کا موجب ہو سکتی ہیں۔ (۱) یا تو علماء احمدیوں کے دلائل اور ان کی تبلیغ سے عاجز ہیں اور ڈرتے ہیں کہ ان کے "فرقوں" کے لوگ جن کے کندھوں پر وہ "اکابر علماء" بنے پھرتے ہیں احمدی ہو جائیں گے (۲) یا پھر احمدیوں کا قلیل التعداد ہونا علماء کو غصہ دلا رہا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بنی اسرائیل کی کمزور حالت کو دیکھ کر فرعون نے کہا تھا انھم لشرذمۃ قلیلون و انھم لنا لغائظون کہ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں انہیں دیکھ کر ہمیں غصہ آ رہا ہے۔

الغرض علماء کی اِس "وسعت خیالی" کے پیش نظر جو مجبوری حالات کے ماتحت انہوں نے مندرجہ بالا اقتباسات میں اختیار کی ہے توقع کی جا سکتی ہے کہ شاید وہ کبھی عملاً احمدیہ کے تعبیری اور تفسیری اختلاف کو بھی برداشت کر سکیں گے۔

علماء کا بورڈ

دستور ساز کمیٹی نے اپنی سفارشات میں

"ماہرین قانون اسلامی" کے ایک بورڈ کی سفارش بھی کی تھی۔ اس سفارش کی ہر حلقے سے مذمت ہوئی ہے۔ کیونکہ اس طرح کہلانے والے علماء اپنے آپ کو جمہور پر مسلط کرنے کی تدبیریں نکال سکتے تھے۔ جب پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک علماء کے بورڈ کے تقرر کو سخت ناپسند کیا گیا تو اس پر مودودی اخبار "کوثر" بھنّا اٹھا اور اس نے جمہور کی رائے زنی پر برافروختہ ہو کر لکھا کہ:-

"تجویز میں جو الفاظ ہیں ان میں علماء یا مولویوں کا کہیں مذکور نہیں بلکہ ماہرین قانون اسلامی کے الفاظ ہیں۔ اور کوئی احمق ہی **ان سے مولوی مراد لے سکتا ہے۔"**

(۱۴ر جنوری ۱۹۵۳ء)

اس مضطربانہ صراحت کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی تھی کہ کراچی میں ۳۳ علماء نے جناب مودودی صاحب کی معیت میں اعلان کر دیا کہ:-

"پیراگراف ۴-۵-۶- اور ۸- ان میں قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی روک تھام کے لئے علماء کے ایک بورڈ کے قیام کی جو صورت پیش کی گئی ہے وہ نہ کسی لحاظ سے معقول ہے اور نہ اس طرح کی قانون سازی کو روکنے کیلئے مؤثر ہو سکتی ہے۔" (کوثر ۲۵ر جنوری)

ہم تو نہیں کہہ سکتے مگر مولانا نصر اللہ خاں عزیز ایڈیٹر کوثر فرمائیں کہ ان کی مذکورہ بالا صراحت کی روشنی میں یہ ۳۳ علماء "احمق" قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ جب تجویز میں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں جس سے "علماء کے بورڈ" کے تقرر کی صورت پیدا ہو تو یہ اکابر علماء خواہ مخواہ اسے غیر معقول اور غیر مؤثر قرار دے رہے ہیں۔ مدیر کوثر ان علماء کو "احمق" کہیں یا کچھ اور مگر اتنا تو ظاہر ہے کہ یہ حضرات پیراگراف ۴-۵-۶- اور ۸ سے اپنے آپ کو ہی مراد لے رہے ہیں۔ شاعر کہتا ہے ؎

اذا القوم قالوا من فتی خلت انّنی
عنیت فلم اکسل ولم اتبلّد

۳۳ علماء کو تو ان دفعات میں "علماء کا بورڈ" نظر آتا ہے مگر مدیر کوثر اسے "حماقت" سمجھتے ہیں۔ علماء کو صرف یہ اعتراض ہے کہ علماء کا یہ بورڈ مؤثر نہیں اسے مؤثر بنایا جائے۔ اجتماع کراچی کے علماء کی اکثریت علماء کے مؤثر بورڈ کے لئے بایں الفاظ **متبادل تجویز** پیش کرتی ہے کہ:-

"پیراگراف ۳ کے تحت مجالس قانون ساز کے بنائے ہوئے قوانین کے خلاف جو دستوری اعتراضات یا تعبیر دستور کے مسائل پیدا ہوں ان کا فیصلہ کرنے کے لئے سپریم کورٹ میں پانچ علماء مقرر کئے جائیں گے جو سپریم کورٹ کے کسی ایسے جج کے ساتھ جسے امیر مملکت تدین و تقویٰ اور واقفیت علوم و قوانین اسلامی کے پیش نظر اس مقصد کے لئے نامزد کرے گا مل کر اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ قانون کتاب وسنت کے مطابق ہے یا نہیں۔"

اکثریت علماء کی اس تجویز کو مولانا ابو الحسنات، مولانا عبد الحامد بدایونی اور مفتی محمد صاحب داد نے "بے کار و بے معنی" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ہمیں علماء کے اجتماع کی اس تجویز سے

کہ کتاب وسُنّت کی تعبیر کا فیصلہ کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے ساتھ علماء منسلک ہوں بحالت موجودہ اختلاف ہے، اسلئے کہ علماء کا محض کتاب وسُنّت کی تعبیر ومعانی بتانے کے لئے سپریم کورٹ کے ججوں کے ساتھ منسلک ہونا بے کار و بے معنی ہے۔" (کوثر ۲۵ جنوری)

یہ تین علماء اکثریت کی تجویز کو غلط قرار دے کر اپنی تجویز یوں بیان فرماتے ہیں :-

"ایسی صورت میں جبکہ مجلس مقنّنہ میں کتاب وسُنّت کی تعریف وتعبیر پر اعتراض ہو تو ضروری ہوگا کہ یہ سوال ماہرین قانونِ اسلامی علماءِ پاکستان کے بورڈ کے پاس بھیجا جائے۔ یہ بورڈ اپنا جو فیصلہ صادر کرے مجلس مقنّنہ اس کی پابند ہوگی۔"

گویا اِن حضرات کو جو ۳۰ کے مقابلہ میں تین علماء ہیں یہ حق ہے کہ ۳۰ علماء کی تجویز کو "بے معنی" بتلا کر رد کر دیں لیکن وہ تین مولویوں کے مجوزہ بورڈ کے فیصلہ سے مجلس مقنّنہ کو سرِمو انحراف کرنے کا حق نہ ہوگا۔ ایں چہ بوالعجبی است!۔

اب سوال یہ ہے کہ علماء کے بورڈ کے بارے میں مذکورہ بالا دو تجویزوں میں سے کونسی تجویز بے معنی ہے اور کونسی بامعنی؟ میرا خیال ہے کہ دستور پاکستان کے فیصلہ کیلئے تو علماء کا بورڈ بنتا ہی بنے گا فی الحال فوری طور پر علماء صاحبان ہوس پوری کرنے کے لئے علماء کا ایک بورڈ مقرر کر کے یہ فیصلہ تو کرالیں کہ اکابر علماء کی مندرجہ بالا دونوں تجویزوں میں سے کونسی تجویز بامعنی ہے، تا دستور ساز مجلس اس پر غور کرے اور کونسی بے معنی ہے، تا مجلس مقنّنہ اسے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دے۔ چونکہ موجودہ ۳۳ اکابر علماء تو اِس اختلاف کو حل نہیں کر سکے بلکہ خود دو پارٹیوں میں منقسم ہو گئے ہیں اسلئے ہمارا مجوزہ بورڈ بہر حال ان علماء کے علاوہ دوسرے اکابر علماء پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ البتہ اِس جگہ یہ خطرہ ضرور ہے کہ علماء کا وہ بورڈ کہیں اِن دونوں تجویزوں کو ہی "بےکار اور بے معنی" قرار نہ دیدے اور وہ عقلمند مفکرین کی طرح یہ نہ کہدے کہ علماء کا بورڈ بنانا ہی غیر معقول ہے۔ اس کے مؤثر یا غیر مؤثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا علماء کے گروہ کو ہماری اِس تجویز سے اتفاق ہے؟

علماء کے بورڈ کی تشکیل کا طریقہ

علماء کے اوّل الذکر گروہ نے سپریم کورٹ کے متدین اور علوم و قوانینِ اسلامی سے واقف جج کے ساتھ "پانچ علماء" لازمی قرار دیکر ان کے انتخاب کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ :-

"اِس منصب کے لئے صرف ایسے ہی علماء اہل ہوں گے جو (الف) کسی دینی ادارے میں کم از کم دس سال تک مفتی کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہوں۔ یا (ب) کسی علاقے میں کم از کم دس سال تک مرجعِ فتویٰ رہے ہوں یا (ج) کسی باقاعدہ محکمۂ قضاءِ شرعی میں کم از کم دس سال تک قاضی کی حیثیت سے کام کر چکے ہوں۔ یا (د) کسی دینی درسگاہ میں کم از کم دس سال تک تفسیر، حدیث یا فقہ کا

درس دیتے رہے ہوں۔"

علماء کے مؤخر الذکر گروہ یعنی تین صاحبان نے تشکیل بورڈ کا طریق یوں بتلایا ہے کہ :-

"حکومت پاکستان علماء کی اُن مذہبی جماعتوں سے جو مرکزی اور صوبجاتی حیثیت سے قیام پاکستان کے بعد سے کام کر رہی ہیں اور جن کا نظام اِس وقت باقاعدہ قائم ہے اُن سے علماء پاکستان کے نام طلب کرے اور امیر مملکت ان کا اعلان کرے۔"

پہلے طریق میں بھی بے شمار الجھنیں ہیں۔ دینی ادارے کی کوئی تشریح نہیں۔ مفتی کی علمی قابلیت کا کوئی معیار مذکور نہیں۔ دس سال کی حد بندی کی حکمت ذکر نہیں کی گئی۔ "علاقے" کی کوئی تعیین نہیں۔ مرجع فتویٰ ہونے کا مفہوم غیر واضح ہے۔ "باقاعدہ محکمہ قضاء شرعی" سے کیسے محکمے اور کس فرقے کے مراد ہیں اور ان کی باقاعدگی کا کیا مطلب ہے۔ دینی درسگاہ کی کیا تعریف ہے۔ "تفسیر، حدیث یا فقہ" میں تقابل کہاں ہے۔ کس درجہ میں یہ درس قابلِ اعتناء ہوگا۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ حل طلب سوال ہے کہ صدہا علماء میں سے پانچ کا انتخاب کون کریگا اور کن اصولوں کی بناء پر کریگا۔ مسلمانوں کے ۷۲-۷۳ فرقوں میں سے کس کس کے علماء پر یہ بورڈ مشتمل ہوگا۔ ایک فرقے کے علماء کو دوسرے فرقے کے علماء پر ترجیح کس وجہ سے دیجائیگی۔ پھر ان پانچ علماء کے انتخاب کو غلط قرار دینے والوں کی شکایات کا ازالہ کون اور کیونکر کریگا۔

الغرض علماء کا بورڈ کیا ہے، ایک دلدل ہے جس پر جتنا غور کریں اتنا ہی دماغ پریشان ہوتا جائے گا۔ یہ تو تیس (۳۰) علماء کے پیش کردہ طریقہ تشکیل کا حال ہے۔ تین اختلافی علماء نے اور بھی کمال کر دیا ہے۔ انھوں نے نہ مذہبی جماعتوں کی تعیین کی ہے اور نہ ہی "کام کر رہی ہیں" سے پتہ لگتا ہے کہ وہ کیا کام کر رہی ہیں۔ کیونکہ اگر "کام" سے مراد تکفیر بازی ہے تو مولویوں کی کونسی جماعت ہے جو یہ کام نہیں کر رہی۔ پھر ان صاحبان نے یہ بھی نہیں بتایا کہ علماء کی جماعتوں کے باقاعدہ نظام سے کیا مراد ہے؟ ان جماعتوں سے "علماء پاکستان" کے نام طلب کرنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو "علماء پاکستان" کے زمرہ سے باہر ہیں۔ "علماء" کا کوئی معیار متعین نہیں کیا گیا۔ آخری حصہ کہ علماء کی جماعتوں کے بتائے ہوئے ناموں کا امیر مملکت اعلان کرے سب سے حیرت انگیز ہے۔ بھلا اِس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ جب امیر مملکت کو ان ناموں میں سے انتخاب کرنے یا ان میں سے کسی کو رد کرنے کا اختیار نہیں تو پھر وہ جماعتیں ہی کیوں نہ "علماء پاکستان" کا اعلان فرما دیں۔ پھر یہ بھی سوچیے کہ یہ "علماء پاکستان" تعداد میں کتنے ہوں گے۔ اگر تمام "علماء پاکستان" کا جم غفیر جمع کر دیا گیا تو اس سے جمہور کس خیر کی توقع رکھتے ہیں۔ اور اگر بعض کو بعض پر ترجیح دی گئی تو کیوں اور کن اصولوں کی بناء پر ہوگی؟

اِس سارے گورکھ دھندے پر ہمارا تبصرہ تو یہ ہے کہ جمہور اور علماء کا اِسی میں فائدہ ہے کہ علماء کے بورڈ کے معاملے کو گہرے گڑھے میں دفنا دیا جائے۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

جن علماء کو زعم ہے کہ وہ مسلمانوں میں مسندِ اقتدار پر بیٹھ کر ان کی لیڈری کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح طریق سے انتخابِ نمائندگان میں مقابلہ پر آئیں تا انہیں یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں اور وہ مجلسِ مقننہ میں اپنی تفرقہ انگیزی کے جوہر دکھا کر قوم پر اپنی ضرورت اور اہمیت بھی واضح کر سکیں گے۔ نمائندۂ جمہور بنے بغیر محض علماء کہلانے سے انہیں قانون سازی کا حق نہیں مل سکتا۔

مدیر کوثر بھی لکھ چکے ہیں کہ:-

"ہم قانون سازی کو علماء کا حق تسلیم نہیں کر سکتے۔" (۱۴؍جنوری ۱۹۵۳ء)

"آخری عدالتِ انصاف" اس عنوان سے کوئی شخص حیرت زدہ نہ ہو کہ کیا اب دنیا میں عدالت انصاف بند ہو جائے گی اور کسی عدالت کو انصاف کرنے کا حق نہیں رہے گا کیونکہ "آخری عدالتِ انصاف" مقرر ہو چکی ہے؟ اس میں کسی پریشانی کی بات نہیں۔ اس جگہ علماء خود بھی آخری عدالت کا وہ مفہوم نہیں لیتے جس کے لینے پر لفظ "آخری نبی" میں وہ مُصر ہوا کرتے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں:-

"چونکہ ہمارے دستور میں سپریم کورٹ کو آخری عدالتِ انصاف قرار دیا جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کے کسی شخص کو خواہ وہ فوجی ہو یا سویلین یا عام شہری انصاف حاصل کرنے کے لئے اس کا دروازہ کھٹکھٹانے کا موقع نہ دیا جائے۔"

ہر شخص جانتا ہے کہ سپریم کورٹ کے لئے "آخری عدالتِ انصاف" کا لفظ بطور مدح ذکر ہوا ہے اور اس کے معنے انصاف کی اعلیٰ عدالت کے ہیں انصاف کو بند کرنے والی عدالت کے نہیں ہیں۔ کیا اسی طرح علماء کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں آخری نبی ہیں کہ آپ تمام نبیوں میں اعلےٰ افضل ہیں؟

دہریت اور الحاد کی تبلیغ علماء صاحبان نے جنوری ۱۹۵۱ء میں اپنے اصولِ موضوعہ کے بیسویں نمبر پر لکھا تھا کہ:-

"ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔"

لیکن جنوری ۱۹۵۳ء میں علماء صاحبان یہ ترمیم پیش کرتے ہیں کہ:-

"دہریت اور الحاد کی تبلیغ اور قرآن و سنت کی توہین و استہزاء کا بذریعہ قانون سازی انسداد کیا جائے گا۔"

علماء کی یہ ترمیم خاص توجہ کے قابل ہے۔ آپ اگر دہریوں کو اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو وہ دہریت کے اعتراض ضرور پیش کریں گے۔ آخر دہریوں کی بات سنے بغیر آپ ان کے شکوک کا ازالہ کیونکر کر سکیں گے۔ لیکن کیا اس طرح دہریت کی تبلیغ کا شاخسانہ کھڑا نہ ہو جائے گا؟ یہی حال الحاد کے بارہ میں ہے۔ اوّل تو علماء کے ہاں الحاد قرار دینے میں بے حد وسعت ہے اس غیر معین لفظ سے بہت سے فتنے پیدا ہو سکتے ہیں۔ شیعہ صاحبان کے بیسیوں مسائل و عقائد کو اہل حدیث الحاد قرار دیتے ہیں اور اہل حدیثوں کے کئی خیالات کو دوسرے علماء صریح الحاد و زندقہ ٹھہرا چکے ہیں۔ پھر عیسائیوں کی تبلیغ کا سوال

ہے آپ جب ان کو اسلام کی تبلیغ کرنے کا حق رکھتے ہیں تو کیا وہ آپ سے یہ مطالبہ نہ کریں گے کہ ہماری تبلیغ بھی سُنی جائے۔ کو یہ صورتِ حال مہذّب دُنیا کی نظروں میں اسلامی ثقافت کی ذلیل ہوگی کہ علماء دوسروں کو تبلیغ کرنے کا حق مانگتے ہیں مگر انہیں یہ حق دینے کے لئے تیار نہیں؟ باقی رہا قرآن و سُنّت کی توہین و استہزاء کا سوال تو یہ بھی علماء کی نگاہ میں عام مرض ہے سُنّی شیعوں کو قرآن کی توہین کرنے والے بتلاتے ہیں اور شیعہ اہلحدیثوں پر تحریف کرنے کا الزام لگا کر انہیں توہینِ قرآن کا مرتکب گردان رہے ہیں اور یہ سلسلہ کسی جگہ ختم نہیں ہوتا۔ سب فرقے ایک دوسرے پر اسی طرح کے الزام لگا رہے ہیں۔ "دربحث" اور "دعوت" پڑھنے والے اِس لامتناہی سلسلہ سے خوب واقف ہیں۔ ہمارے نزدیک ہمیں دہریّت اور الحاد کی تبلیغ سے خوف زدہ ہو کر قانون کی پناہ نہ لینی چاہیئے۔ یہ زمانہ تو لیظھرہ علی الدین کلّہٖ کا ہے۔ اسلام اپنی حقانیت، اپنے زندہ معجزات اور اپنے پُر رعب دلائل کے ساتھ دہریت اور الحاد کے قلعوں کو مسمار کرنے کے لئے میدان میں للکار رہا ہے اور اسلام کے سپاہی دہریّت اور الحاد کے گھر میں جا کر اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ لیکن ہمارے یہ علماء پاکستان میں بیٹھے دہریّت و الحاد سے لرزہ براندام ہو کر قانون کی دوہائی دے رہے ہیں۔ کیا ایسے کم ہمّت اور کمزور انسان بھی اسلامی قلعہ کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ ...... یہ درست ہے کہ تبلیغ دلائل کے ساتھ ہوگالی گلوچ سے نہ ہو۔ اس میں کسی کے جذبات کو مجروح نہ کیا جائے۔ اور دلآزاری نہ کی جائے۔ یہ پابندیاں تو معقول ہیں اور ہر امن پسند شہری انہیں تسلیم کرے گا مگر یہ کیا کہ ہم دہریوں اور ملحدین کو بات کرنے کی بھی اجازت نہ دیں۔ مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ آخر یہ علماء پھر کس مرض کا علاج ہیں، اگر یہ دہریوں اور ملحدین کو بھی معقولیت سے جواب نہیں دے سکتے تو ان کا مذہبِ اسلام کا علمبردار ہونا کیا معنے رکھتا ہے؟ پاکستان کے دستور میں غیر مسلموں کو مطلقاً تبلیغ سے روکنا شکست خوردہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ کیا اگر عیسائی اور لادینی ممالک اسلام کی تبلیغ کو قانوناً روک دیں تو آپ اسے پسند کریں گے؟ یہ تو درست ہے کہ کسی شخص کو حق نہیں کہ قرآن مجید کی توہین کرے یا سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر استہزاء کرے مگر کیا پاکستان میں بسنے والی دوسری قوموں کی مسلّمہ الہامی کتابوں یا مقدس صحیفوں کی توہین و استہزاء جائز ہے اور قانون اس پر گرفت نہ کرے گا؟ یقیناً کسی قوم کی مقدس کتاب یا کسی قوم کے مقدس پیشوا کی توہین و استخفاف جرم ہے اور قانون میں اسے جرم قرار دیا جا چکا ہے۔ اس سے پاکستان میں بسنے والوں میں منافرت پھیلتی ہے اور کوئی حکومت اپنے مُلک کے باشندوں میں منافرت پھیلانے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ پس ظاہر ہے کہ علماء کی اِس ترمیم سے اگر وہ کوئی خفتہ فتنہ بیدار کرنا نہیں چاہتے تو انہوں نے یہ ترمیم پیش کر کے شکست خوردہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ دین جو دہریوں اور دُنیا بھر کے ملحدوں کو للکار کر کہہ رہا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین کہ اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو آج اس دینِ قویم کے بظاہر مدعی یہ ترمیم پیش کر رہے ہیں کہ پاکستان میں دہریّت اور الحاد کی تبلیغ کو بزورِ قانون روک دیا جائے۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے ربانی علماء کا کام تو "جادلھم بالّتی ھی احسن" تھا مگر آہ! آج ان علماء

کا وہ طریق کہاں ہے ؟

قادیانیوں کے لئے مخصوص نشستیں

آخر میں "نہایت ضروری ترمیم" جسے علماء نے بقول خود "پورے اصرار" کے ساتھ پیش کیا ہے وہ قادیانیوں کے لئے مخصوص نشستوں کی ترمیم ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

"مسلم نشستوں کے عنوان کے کالم میں پنجاب کے بالمقابل ۸۸ کی جگہ ۸۷ کا عدد درج کیا جائے اور ایک نئے کالم کا اضافہ کیا جائے جس کا عنوان "قادیانیوں کیلئے مخصوص نشستیں" ہو اور اس کالم میں پنجاب کے بالمقابل ایک کا عدد درج کیا جائے۔"

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ (جنہیں یہ علماء غیر اسلامی طریق پر "قادیانی" کہتے ہیں) نے جب مخصوص نشستوں کا سوال ہی نہیں اُٹھایا تو آپ خواہ مخواہ ان کے لئے ایک نشست کیوں مخصوص کر رہے ہیں؟ اپنی اس خود ساختہ ترمیم کیلئے "اکابر علماء" نے وجہ جواز کے طور پر دھمکی آمیز لہجہ میں کہا ہے کہ:-

"ملک کے دستور سازوں کے لئے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہو کر محض ذاتی نظریات کی بناء پر دستور بنانے لگیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی آباد ہے وہاں اس قادیانی مسئلہ نے کس قدر نازک صورتِ حال پیدا کر دی ہے۔ انکو پچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیئے جنہوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اسوقت تک محسوس کرنے ہی نہ دیا جبتک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلودہ نہ ہوگیا۔ جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں انکی یہ غلطی بڑی افسوسناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں اُسوقت تک انہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ بھی موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔"

اس عبارت کا صرف ایک مطلب ہے اور وہ یہ کہ علماء صاحبان پاکستان کے مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے پُرامن شہریوں کے خلاف خونریزی پر اُبھار رہے ہیں۔ یہ خواہش کہ احمدیوں کے خون سے مُلک کا گوشہ گوشہ رنگ دیا جائے علماء کا پُرانا مشغلہ ہے اور تحریکِ احمدیت کے آغاز سے ہی یہ مولوی لوگ احمدیوں کو واجب القتل ٹھہراتے رہے ہیں۔ علماء دستور ساز اسمبلی کو چیلنج کر رہے ہیں کہ اگر ان کی مندرجہ بالا "پُر اصرار" ترمیم کو حسبِ سابق درخورِ اعتناء نہ سمجھا گیا تو وہ عوام کو برانگیختہ کر کے ملک میں احمدیوں کا قتلِ عام کرائیں گے۔ علماء نے اس اقتباس میں جس قدر غلط بیانی اور خطرناک انگیخت سے کام لیا ہے اسکا معاملہ تو ہم صاف حکومت کے سپرد کرتے ہیں ہم ابھی التجاء کرتے ہیں کہ وہ ان ظالمانہ منصوبوں کو پنپنے نہ دے لیکن میں ان علماء سے پوچھتا ہوں کہ اگر فی الواقع ملک میں "قادیانی مسلم مسئلہ" اسی نوعیت کا ہے جیسا کہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے تو ان کا یہ کیا حل ہوا کہ "قادیانیوں کو پنجاب کی اٹھاسی مسلم نشستوں میں سے ایک نشست دیدو۔" اب جبکہ قادیانیوں کے پاس ایک بھی نشست نہیں تو علماء ان سے اتنے تنگ آ رہے ہیں کہ گویا انگاروں پر لوٹ رہے ہیں اگر "قادیانیوں" کیلئے نشستیں مخصوص ہوگئیں تو علماء کا کیا حال ہوگا؟ میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ علماء کی بیان کردہ بیماری اور انکے تجویز کردہ علاج میں تناسب کیا ہے؟ کیا متحدہ پنجاب میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی نشستوں کے مخصوص ہو جانے کے نتیجہ میں خونریزی رُک گئی تھی؟ اگر نہیں تو پھر نشستوں کے مخصوص کرنے کو علاج سمجھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

اِس فتنہ کا موجب خود علماء ہیں۔ وہ اپنی اشتعال انگیزی کو چھوڑ دیں تو یہ فتنہ خود بخود فرو ہو جاتا ہے۔ اِس وقت تو یہ علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئی

"من عندھم تخرج الفتنۃ
وفیھم تعود۔"

کی اپنے عمل سے تصدیق کر رہے ہیں۔

شیعوں کی طرف سے مخصوص نشستوں کا مطالبہ

جماعت احمدیہ تو مسلمانوں کے اتحاد اور پاکستان کے استحکام کے پیش نظر نشستوں کے مخصوص کرانے کا کوئی مطالبہ پیش نہیں کرتی۔ علماء خواہ مخواہ نشستوں کے مخصوص کئے جانے کی سفارش فرما رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اگر ایسا ہی نشستوں کے مخصوص کرنے کا شوق ہے تو لیجئے کراچی کا شیعہ روزنامہ المنتظر لکھتا ہے کہ:۔

"اِس مظلوم قوم (شیعہ) کو ایک جداگانہ اقلیت قرار دیدیا جائے تاکہ یہ اپنے حقوق کی حفاظت میں اپنی آبادی کے تناسب نمائندوں کا انتخاب کر سکے۔ کم از کم اس طرح اِس قوم کی زندگی خطرہ سے دُور ہو جائے گی۔ وقت آگیا ہے کہ اِن تمام حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔ اگر دستور یہ پاکستان میں ہندوؤں کے لئے جگہ ہے تو پھر شیعوں کیلئے جگہ نکالی جائے۔"

اِس عبارت کو نقل کرتے ہوئے شیعہ اخبار "دُرِ نجف" سیالکوٹ لکھتا ہے کہ:۔

"ہم محترم معاصر کے خیالات سے متفق ہیں۔" (دُرِ نجف ۲۴؍ اکتوبر ۵۲ء)

اِس اقتباس سے ظاہر ہے کہ شیعہ حضرات اپنی مظلومیت کی وجہ سے ان علماء سے مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ شیعوں کو جداگانہ اقلیت قرار دیدیا جائے اور وہ دستور یہ پاکستان میں ہندوؤں کی مثال پر اپنے لئے علیحدہ جگہ کے طالب ہیں۔ ہم مسلم قوم کی سالمیت کے پیش نظر شیعہ بھائیوں کے مطالبہ کو مناسب نہیں سمجھتے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ شیعوں نے یہ مطالبہ انتہائی مجبوری میں کیا ہے۔ تاہم وہ علماء جو احمدیوں کے لئے نشستیں مخصوص کرنے پر اصرار کر رہے ہیں فی الحال شیعوں کے بارے میں اپنے شوق کو پورا کر لیں۔ اور اگر خدانخواستہ ان علماء کو ناخن مل گئے تو شیعوں کے بعد دوسرے اکثر فرقوں کی نوبت بھی جلد آ جائیگی۔ اور خدا نہ کرے کہ دُنیا پاکستان میں ان بے رحم علماء کے طفیل وہی نظارہ دیکھے جو ان جیسے لوگوں کے ہاتھوں سلطنتِ بغداد دیکھ چکی ہے۔

علماء کی انتہائی چیرہ دستی

علماء نے لکھا ہے کہ:۔

"اِس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کافر قرار دیتے ہیں۔"

اگر کوئی دہریہ یا غیر مسلم ایسی غلط بیانی کرتا تو ہم سمجھتے کہ

اسے قرآنی تعلیم لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الّا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی کا علم نہیں مگر حیرت تو یہ ہے کہ یہ لوگ علماء کہلا کر ایسی غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جب احمدی مسلمان ہیں اور اسلام کے تمام عقائد کو مانتے ہیں، اس کی مقرر کردہ عبادات کو بجا لاتے ہیں اور اسکے مقرر کردہ اجتماعی نظام اور شیرازہ بندی کے پابند ہیں تو ان کے مسلمانوں میں گھسنے کا کیا مطلب؟ کیا یہ کہنا درست ہے کہ حنفی مسلمانوں میں گھستے ہیں، شیعہ مسلمانوں میں گھستے ہیں، اہل حدیث یا اہل قرآن مسلمانوں میں گھستے ہیں؟ اگر درست نہیں تو یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ احمدی مسلمانوں میں گھستے ہیں؟

مسلمانوں سے الگ ہونے اور ان کے خلاف صف آراء ہونے کا سوال مسلمانوں کے قومی معاملات میں ہی پیدا ہو سکتا ہے اور متحدہ ہندوستان سے لیکر آج تک جماعت احمدیہ مسلمانوں کے ہر قومی معاملہ میں انکے ساتھ رہی ہے۔ بلکہ یہ کہنے میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ اس بارے میں جماعت احمدیہ ایسی غریب اور قلیل التعداد جماعت نے اپنی بساط سے بڑھ کر ایثار اور قربانی کی ہے۔ ان ملاؤں کی نظر تو میّت کے غسل اور جنازے تک ہی محدود ہوتی ہے مگر صائب الرائے مسلمان جانتے ہیں کہ سائمن کمیشن سے لے کر قیامِ پاکستان تک تحریک شدھی سمیت ہر معاملہ میں جماعت احمدیہ نے ہر رنگ میں مسلمانوں کے سارے فرقوں کی نہ صرف ہمنوائی کی بلکہ ہر قسم کی قابلِ تعریف قربانی پیش کی ہے۔ مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی اور ہے مسلم لیگ اور قائدِ اعظم مرحوم کے دوش بدوش اور ان کی زیرِ کمان اسی طرح اس کی جنگ لڑی ہے اور اُس وقت لڑی۔ اقتدار اور یہ مودودی پارٹی والے پاکستان کے خلاف تھے، اسے "پلیدستان" کہتے تھے۔ اور مسلم لیگ اور قائدِ اعظم مرحوم کو ناگفتہ بہ گالیاں دیتے تھے۔ میں کبھی باور نہیں کر سکتا کہ پاکستان بن جانے اور آزادی مل جانے پر مسلمان قوم مسلمانوں کے جماعتی مفاد کو تباہ کر کے ان لوگوں کی انگیخت پر احمدی جماعت کی قربانیوں کو نظر انداز کر سکتی ہے؟ ہم نے وہ قربانیاں اپنا ملّی اور ملکی فرض سمجھ کر ادا کی ہیں۔ ہم ان کا کوئی صلہ کسی سے طلب نہیں کرتے مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آج ان علماء اور مودودیوں کا جماعت احمدیہ کو مسلمانوں کے مقابل صف آراء قرار دینا انتہائی غلط بیانی اور خطرناک ظلم ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ظلم کا جلد ازالہ فرمائے گا۔ افسوس کہ یہ تینتیس ۳۳ علماء کتنا غلط مسلک اختیار کر رہے ہیں۔

یہ کافر گر مولوی عمر بھر کسی کو مسلمان نہ بنا سکے۔ ساری عمر تکفیر بازی میں بسر کرتے رہے اور سارے مسلمان فرقوں کو نام بنام کافر لکھ چکے ہیں اور احمدیوں کو تو روزِ اوّل سے انہوں نے کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے رکھا ہے۔ ہمارے مقاطعے ہوئے، ہمارا پانی بند کیا گیا، ہمیں سنگسار کیا گیا، ہمارے مُردے قبروں سے نکال کر کُتّوں کے آگے پھینکے گئے۔ پچاس برس تک ان مظالم کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو رنگنے کے بعد آج یہ علماء مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں کہ "مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کافر قرار دیتے ہیں۔"

اِس فتنہ کا موجِد ... ٹ ہے۔ جماعت احمدیہ کسی مسلمان کو کافر
کو چھوڑ دیں ... علانیہ نہ خفیہ۔ ہم تو دن رات کافروں کو
... بنانے کے فکر میں گھُل رہے ہیں، ہم تو اپنے پیٹ
کاٹ کر کفرستانوں میں اسلام کے نام کو بلند کرنے کیلئے
چندے دے رہے ہیں، ہم تو اپنے نونہالوں اور جگر گوشوں
کو کفر کے ویرانوں میں بھیج رہے ہیں تا دُنیا کے کونے کونے
میں اسلام کا پرچم لہرا سکے۔ مگر یہاں کراچی میں جمع ہونیوالے
علماء انتہائی ظلم کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ
مسلمانوں کو کافر کہہ رہی ہے حنفی، شیعہ، اہلحدیث، دیوبندی،
بریلوی اور مودودی وغیرہم ایک دوسرے کو کافر کہیں،
مرتد قرار دیں تو وہ تو مسلمانوں کو علانیہ کافر کہنے والے نہ
ٹھہرائے جائیں مگر جماعت احمدیہ اس ضمن میں ایک اصطلاحی
مسئلہ بیان کر دے تو اسے مسلمانوں کو کافر کہنے والی جماعت
کہہ کر گردن زدنی و کشتنی قرار دیدیا جائے۔ حالانکہ دیوبندیوں
اور بریلویوں، شیعوں اور سُنیوں وغیرہ کے آپس کے فتوی ہائے
تکفیر انتہائی ہولناک ہیں۔ اِس بارے میں جماعتِ احمدیہ کا
مسلک حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کے الفاظ میں حسب ذیل ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"مَیں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں
کہ ہم کفر کے وہ معنی نہیں سمجھتے جو وہ سمجھے بیٹھے
ہیں۔ ہم کافر جہنمی کسی کو نہیں کہتے۔ اور نہ یہ کہتے
ہیں کہ ہر کافر دوزخ میں جائے گا۔ ہمارے
نزدیک کفر کا اطلاق ایک خاص حد کے بعد
ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا
مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کے احکام
پر عمل کرنے کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے اُس
وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور حقیقی
معنوں میں وہ مسلمان اُس وقت ہوتا ہے جب
کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے لیکن
اگر وہ اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا
انکار کر دیتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر
حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا۔ پس کافر
کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ ایسا شخص
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ جو
شخص کہتا ہو کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
مانتا ہوں اُسے کون کہہ سکتا ہے کہ تو انہیں نہیں
مانتا۔ یا کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ
ایسا شخص خدا تعالیٰ کا منکر ہوتا ہے۔ جب کوئی
شخص کہتا ہو کہ مَیں خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں تو
اُسے کون کہہ سکتا ہے کہ تُو خدا تعالیٰ کو نہیں
مانتا۔ ہمارے نزدیک اسلام کے اصول میں سے
کسی اصل کا انکار کفر ہے جس کے بغیر کوئی
شخص حقیقی طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔"

(الفضل یکم مئی ۱۹۳۵ء)

علماء کا پیش کردہ حل سراسر غیر معقول ہے

علماء کی ترمیم کی آخری سطر یہ ہے کہ:۔

"اِس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور
پہلے بھی یہی تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے
الگ ایک اقلیت قرار دیدیا جائے۔"

سیاسی طور پر یہ مطالبہ قائدِ اعظم اور اُن کی قائم کردہ بنیادِ اتحاد

کو برباد کرنے کے مترادف ہے اور جماعتِ احمدیہ سے پرلے درجہ کی بدعہدی - قائدِ اعظم مرحوم نے مسلمان کہلانے والوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور سب کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اکٹھا کیا - اس میں شیعہ، سُنی، احمدی اور اہلحدیث کی کوئی تفریق نہ تھی - اس دانشمندانہ سیاست کے ذریعہ پاکستان حاصل کیا گیا لیکن مودودی قسم کے مُلّا اِس اتحاد کے شیرازہ کو تار تار کرنے کے لئے سب سے پہلے "قادیانیوں کو الگ اقلیت" قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں -

یہ مطالبہ آج جبکہ پاکستان بننے پر بھی پانچ برس گذر چکے ہیں جماعت احمدیہ کے ساتھ انتہائی بدعہدی ہے - ان علماء کو اِس امر کا فیصلہ اُسی وقت کرنا چاہیئے تھا جب کانگرس اور مسلم لیگ میں دو۲ قوموں کے نظریہ پر لڑائی ہو رہی تھی - آج اس لڑائی جیتنے والے سپاہیوں کے ایک حصّہ کو پاکستان کے فوائد سے محروم کرنے کے منصوبے ایسے مولوی کر رہے ہیں جو اِس لڑائی کے وقت مخالف کیمپ میں شامل تھے - ان مودودیوں اور ان علماء کو اُس وقت پاکستان کی کھُلی مخالفت سے فرصت نہ تھی اب وہ اندرونی مخالفت پر کمر بستہ ہیں - بہرحال یہ بے وقت کی راگنی ہے جسے شائد علماء کے گروہ کے سوا اور کوئی گانے کے لئے تیار نہ ہوگا -

مذہبی طور پر بھی یہ مطالبہ غیر معقول ہے - علماء نے جنوری ۱۹۵۱ء میں جو بائیس۲۲ اصولِ موضوعہ شائع کئے تھے ان میں باشندگانِ پاکستان کو دو۲ قسموں میں تقسیم کیا تھا - (۱) مُسلم - (۲) غیر مُسلم پھر مسلم باشندوں کو دو۲ قسموں میں تقسیم کیا گیا - (۱) مسلمہ اسلامی فرقے [illegible] اسلامی فرقے - ان اصول میں علماء نے کمال ہوشیاری سے کام لیکر یہ تصریح نہ کی تھی کہ مسلمہ اسلامی فرقے کون کون سے ہیں اور غیر مسلمہ اسلامی فرقے کون کون سے ہیں - اب دو سال بعد احمدیوں کو الگ اقلیت قرار دلوانے کی ترمیم پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدیوں کو علماء نے پہلے کس زمرہ میں شمار کیا تھا - یہ ۱۹۵۱ء میں بھی غیر مسلموں میں سمجھے گئے تھے؟ اگر یہ سچ ہے تو علماء کے نزدیک اُس وقت غیر مسلمہ اسلامی فرقے کون کون تھے اور اب کون کون ہیں؟ اور اگر ۱۹۵۱ء کے اصولِ موضوعہ کے رُو سے چالاک علماء نے مسلمہ اسلامی فرقے اور غیر مسلمہ اسلامی فرقے کی اصطلاح ایجاد ہی احمدیوں کی خاطر کی تھی تو ماننا پڑے گا کہ ۱۹۵۱ء میں اکتیس۳۱ علماء کے نزدیک احمدی تھے تو اسلامی فرقہ مگر ہاں وہ غیر مسلمہ اسلامی فرقہ تھے - اگر علماء کی اُس وقت یہی ذہنیت تھی تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب علماء کس مُنہ سے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہیں - کیا یہ علماء کا صریح تضاد نہیں ہے؟

پھر اس مطالبہ کی غیر معقولیت اِس طرح بھی ظاہر ہے کہ علماء نے لکھا تھا کہ :-

"غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا" (اصولِ موضوعہ کا قاعدہ ۱۰)

...ں فتنہ کا موج... ...ٹ ہے۔
...علانیہ نہ خفیہ پاکستان علماء کے غیر معقول مطالبہ کے
...دیں تو ...بانے کے فکر ...مدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدے اور احمدی
...کو... اپنے مذہب کے موافق اپنے فیصلے قرآن مجید اور سنّتِ
نبویؐ کے مطابق کرائیں تو گویا دنیا یہ نظارہ دیکھے گی کہ پاکستان
کی غیر مسلم اقلیت قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہے۔ کیا دنیا
کے دانشور اس نظارہ کو دیکھ کر پاکستان کے اربابِ
اقتدار کی عقلوں کا ماتم نہ کریں گے؟ ایسی صورت میں پاکستان
دنیا بھر میں ایک ملک ہوگا جس پر دوسرے مسلمان اور غیر مسلمان
ممالک ہنسیں گے اور یہ سب کچھ ان عاقبت نا اندیش
علماء کے اس غیر معقول مطالبہ کو ماننے کے نتیجہ میں ہوگا۔
میرا خیال ہے کہ اگر علماء بھی اس تجزیہ پر غور کریں گے تو
اپنے کئے پر نادم ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بیرونی
ملکوں کی نظروں میں عزت و ذلت کے سوال کو نظر انداز
بھی کر دیں سردست پاکستان کی آئندہ نسل کا ہی تصور کریں،
وہ دیکھیں گے کہ اس ملک کے دستور کے رو سے ایک جماعت
کو غیر مسلم قرار دیدیا گیا حالانکہ وہ قرآن مجید کے پیشکردہ
عقائد کو مانتی اور اسکے احکام پر چلتی ہے۔ آئندہ نسل دیکھیگی
کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے، کفرستانوں میں مسجدیں
بنانے والے، باقاعدہ پانچوں نمازیں پڑھنے والے، قرآن مجید
کی اشاعت کرنے والے، ہر وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے، شریعت پر عمل کرنیوالے
اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے
تو پاکستانی دستور کے رو سے کافر اور غیر مسلم ہیں لیکن
مسجدوں کو ویران کرنے والے بے نماز، اشاعت قرآن مجید
سے غافل، اسلام کی تبلیغ سے سراسر بیگانہ اور شریعت کو
پس پشت پھینکنے والے پاکستانی قانون کے رو سے پکے
مومن اور مسلمان ہیں۔ کیا اس منظر کو دیکھ کر اگلی نسلوں کے
سر ندامت سے جھک نہ جائیں گے کہ ہمارے اکابر علماء نے
کیا ظلم کمایا ہے۔

پس احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ
سیاسی اور مذہبی ہر لحاظ سے غیر معقول، غیر دانشمندانہ
بلکہ سراسر ظالمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان
لوگوں کو سمجھ دے اور اپنے سلسلہ کی خود حفاظت فرمائے
آمین۔ ثم آمین۔

مشرقی و مغربی پاکستان کی مساوات پر خاموشی اور اس کا سبب۔

دستوری سفارشات میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے لئے نمائندگی کی مساوات
کا اصول تجویز کیا گیا ہے۔ دستوری سفارشات پر تنقید
کرنے والوں نے اس شق کو خاص طور پر قابلِ تنقید ٹھہرایا
ہے اور اس بات پر بہت لے دے ہو رہی ہے۔ آخر قرار
پایا کہ اس بارے میں پنجاب اور مشرقی پاکستان کے نمائندے
براہِ راست گفتگو کریں۔ گویا یہ مسئلہ ایک نہایت الجھن
پیدا کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ کراچی میں علماء نے اس کے
متعلق اپنے بیان میں لکھا ہے کہ:

"ایوانِ ولایت (ہاؤس آف یونٹس) اور
ایوانِ جمہور (ہاؤس آف دی پیپل) کی ترکیب
و تشکیل جس طرح کی گئی ہے اس میں متعدد
امور ایسے ہیں جو اس مجلس کے نزدیک قابلِ
اعتراض ہیں اور ان میں بڑی بے اصولی بھی
پائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ اس وقت مختلف صوبوں کے

سیاسی رہنماؤں کے درمیان ان امور میں
گفت وشنید ہو رہی ہے اور ہم اس میں خلل
ڈالنا پسند نہیں کرتے اسلئے ان کے بارہ میں
ہم سردست اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔"
(کوثر ۲۸ جنوری)

سوال یہ ہے کہ جب علماء دستور ساز مجلس کی پیش کردہ سفارشات پر تبصرہ کرنے اور ترامیم پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے تو اس اہم ترین شق کے متعلق اپنی رائے محفوظ رکھنے کا کونسا موقع تھا؟ اس عبارت سے بظاہر ملک کی خیر خواہی اور خلل ڈالنے سے اجتناب کی پالیسی دکھائی دیتی ہے مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے یہ عالی نفوس ملک کے سیاسی رہنماؤں کا امتحان لینا چاہتے ہیں اور اپنے "اصل علاج" کو اس وقت تک ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک ملک تباہی کے گرڑھے کے قریب نہ پہنچ جائے۔ ہمارا یہ بیان کوئی بدگمانی نہیں، جناب مودودی صاحب نے کھلے مجمع میں اس راز کا انکشاف کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"سب سے آخر میں پیرٹی کا مسئلہ ہے، جس پر ہر طرف سے اتنی لے دے ہو رہی ہے لیکن علماء نے اس کے متعلق اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہے۔ اسلئے کہ معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ خود ہی اس کے متعلق کسی نہ کسی سمجھوتے پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو فھو المراد لیکن اگر یہ کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکے، جو آگ ان لوگوں نے بھڑکائی ہے اسے نہ بجھا سکے اور پھر پبلک کو بھی اچھی طرح اس بات کا علم ہو جائے کہ ان کے ارباب اقتدار صرف آگ لگانا ہی جانتے ہیں، اسے بجھانا نہیں جانتے اور ملک واقعی کسی تباہی کے قریب پہنچ جائے تو پھر علماء اٹھیں گے اور ان کے سامنے وہ فیصلہ رکھ دیں گے، جس سے انشاء اللہ یہ توقع ہے کہ وہ آگ بجھ جائے گی اور پنجاب بھی جسے بخوشی قبول کرے گا اور بنگال بھی۔"
(کوثر یکم فروری ۱۹۵۳ء)

گویا ۳۳ علماء قرآن و حدیث کے اصول و ہدایات بیان کرنے کے لئے جمع نہ ہوئے تھے، عوام کی رہنمائی کرنا اور انہیں دینی تعلیمات سے آگاہ کرنا ان کے مد نظر نہ تھا وہ تو صرف اپنی برتری منانا چاہتے ہیں اور "ہیچو ما دیگرے نیست" کے ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ منظور ہے کہ بنگال اور پنجاب میں آگ لگی رہے اور ملک تباہی کے قریب پہنچ جائے۔ علماء کے نزدیک ملک کے سیاسی رہنما اندھے ہیں اور وہ خود بھی آگ سے کھیل رہے ہیں اور ملک کو بھی آگ میں دھکیل رہے ہیں لیکن علماء ابھی اپنا خفیہ جنتر منتر بتانے کے لئے تیار نہیں حالانکہ ان کے پاس وہ جادو ہے کہ جس سے بنگال بھی خوش ہو جائے گا اور پنجاب بھی۔ پچھلے بزرگ، تو فرمایا کرتے تھے ؂

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

مگر آج کے یہ بڑے علماء پاکستان کے مسلمانوں کو آگ میں

گرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور انہیں تباہی کے قریب جاتے ہوئے خیال کرتے ہیں لیکن ان کے دل ذرا نہیں پسیجتے حالانکہ بزعم خویش ان کے پاس ایسا علاج موجود ہے جس سے یہ آگ فرو ہو سکتی ہے اور مسلمان اس تباہی سے بچ سکتے ہیں۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ علماء صرف اپنی برتری منوانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں انہیں ملک کے باشندوں کی خیر خواہی اور بہبودی سے کوئی سروکار نہیں۔ کیا یہ مذہبی لیڈروں کا کام ہے کہ قوم کو تباہ ہوتے دیکھیں اور خاموش بیٹھے رہیں۔ کیا قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہی حکم ہے؟ سچے مسلمان کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ وہ حق بات کہتا ہے کوئی اُسے مانے یا نہ مانے وہ خدا کا فیصلہ سنا دیتا ہے کوئی اس پر عمل پیرا ہو یا نہ ہو۔ مگر چودھویں صدی کے یہ ۳۳ "اکابر علماء" اُس وقت خدا اور رسول کی بات سنائیں گے جب ان کو مسندِ اقتدار پر بٹھا دیا جائے اور ان کے علم و فضل کے قصیدے گائے جائیں۔

وقت کا تقاضا تھا کہ علماء اس شق پر صحیح رہنمائی کرتے اور حق بات بیان کرتے علماء کو معلوم تھا کہ ایسے موقع پر خاموش رہنے والے کے متعلق حدیث نبوی میں سخت وعید آیا ہے۔ الساکت عن الحق شیطان اخرس کہ حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہوتا ہے۔ اسلئے میں تو یہ نہیں سمجھ سکتا کہ علماء نے جانتے بوجھتے اس وقت خاموشی کو ترجیح دی ہو۔ اس وقت انکی خاموشی کو ان کے کامل عجز پر محمول کیا جاتا ہے۔ اخبارات کہتے ہیں کہ علماء نے اپنی عاجزی کو چالاکی کے نیچے چھپانا چاہا ہے کیونکہ اگر سمجھوتہ ہو گیا تو یہ حضرات کہہ دیں گے کہ ہماری بھی یہی رائے تھی اور ہم نے پہلے ہی "فھو المراد" کہہ دیا تھا۔ لیکن اگر خدانخواستہ سمجھوتہ نہ ہو سکا اور فریقین میں بدستور اختلاف رہا تو یہ صاحبان ایک یا دوسری رائے ظاہر کر کے خاموشی اختیار کر لیں گے۔ اندریں حالات ماننا پڑیگا کہ یا تو علماء کو اس مشکل کا حل معلوم نہ تھا مگر ان علماء کے لئے "نہ جانتے" کا اعتراف کرنا ناممکن تھا اسلئے انہوں نے اپنی کمزوری کو مذکورہ بالا بھونڈے طریق پر چھپانے کی کوشش کی ہے اور یا پھر علماء حسب دستور اس بات سے ڈر گئے ہیں کہ کہیں پنجاب والے یا بنگال والے ہم سے ناراض نہ ہو جائیں اسلئے "غیر جانبداری" کا طریق اختیار کر لو۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں علماء کے منصب اور ان کی شان کے صریح خلاف ہیں۔ باقی رہا جانبداری عدم جانبداری کا بعد کا ایجاد کردہ خیال تو وہ تو اور بھی علماء کی شان کے منافی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

نہایت رنجیدہ سانحہ

ملک حبشہ سے ایک نوجوان السید رضوان عبداللہ علم دین سیکھنے ربوہ (پاکستان) آیا تھا تاکہ واپس جا کر اپنے ملک کی عیسائی اور دیگر اقوام کو اسلام کی طرف دعوت دے۔ یہ ہونہار، بااخلاق اور نہایت محنتی طالب علم ساڑھے تین سال تک مسلسل دن رات علم دین سیکھتا رہا۔ مگر افسوس کہ گذشتہ ماہ جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ دریائے چناب پر نہانے گیا اور پانی میں ڈوب گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم رضوان رضی کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور اسکی اس غریب الوطنی اور دوہری شہادت کی موت پر اسکے والدین و دیگر رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔